ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
٦ جنوری ١٩٥٦
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
Masjid

فہرست مضامین

استفتاء

از حضرت مولانا محمد علی صاحب مسجد سنہری - لاہور

سوال نمبر ۱

عورتوں کو ایسا نقرائی زیور جو خود بجنے والا نہ ہو بلکہ دوسرے سے ملکر بجنے والا ہو جیسے کڑے - چوڑے یا ایسے گھنگرو جن کے اندر بجانے والا دانہ نہ ہو - پہنا جائز ہے یا نہیں - بینوا توجروا -

الجواب وھو الموفق للصواب

عورتوں کو ایسا زیور پہننا جو حرکت پاکر بجے یا ایک دوسرے سے لگ کر بجے جس کی آواز سے مخفی اظہار زینت کا ہو - اور آواز سننے والا سمجھے کہ عورت فلاں زیور پہنے ہے منع ہے - کیونکہ زیور کی آواز کا علم مرد دل کو ان کی جانب مائل کرتا ہے - جیسا کہ بیضاوی میں ہے

ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن لیتقعقع خلخالھا فیعلم انھا ذات خلخال فان ذلک یورث میلاً فی الرجال وھو ابلغ من النھی عن اظھار الزینۃ وادل علی المنع من رفع الصوت

ترجمہ:- عورتوں کو اپنے پاؤں زمین پر اس زور سے نہ رکھنا چاہئے - کہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے اور ان کی پازیب آواز دے اور لوگوں کو معلوم ہو - کہ ان کے پاس پازیب ہے - کیونکہ اس سے لوگوں کی طبیعت ان کی جانب مائل ہوتی ہے - اور اس کی ممانعت اظہار زینت سے زائد ہے اور رفع صوت کی ممانعت پر مقدم ہے - اور یہ معلوم ہے کہ جو مرد عورتوں کا زیادہ طالب ہوتا ہے - وہ جب ان کے زیور کی آواز سنتا ہے تو ان کے دیکھنے کی ضرور خواہش کرتا ہے - جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے - قولہ - اما قولہ تعالیٰ ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن - فقال ابن عباسؓ وقتادہؒ کانت المرأۃ تمر بالناس وتضرب برجلھا لیسمع قعقعۃ خلخالھا ومعلوم ان الرجل الذی یغلب علیہ شھوۃ النساء اذا سمع صوت الخلخال یصیر ذالک داعیۃ لہ زائدۃ فی مشاھدتھن وقد علل تعالیٰ ذالک بان قال لیعلم ما یخفین من زینتھن من الحلی وغیرہ انتھی ا -

ترجمہ:- اللہ پاک کے قول ولا یضربن الآیۃ (عورتیں زمین پر اس غرض سے دھمک کر پاؤں نہ رکھیں کہ ان کی پوشیدہ زینتیں ظاہر ہو جائیں) کے تحت میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت قتادہؒ نے کہا کہ عورتیں مردوں کے ہمراہ چلتی تھیں اور اپنے پاؤں کو زمین پر اس غرض سے دھمک کر رکھتی تھیں - کہ ان کی پازیب کی آواز مرد سنیں - اور یہ کہ مشتی امر جب عورت کی پازیب کی آواز سنے گا تو یہ امر اس کو عورت کے دیکھنے کا شوق دلائے گا - اور اللہ تعالیٰ نے اس کی علت یہ بیان کی ہے - کہ مرد ان کی چھپی ہوئی زینتوں کو جانیں گے - اور احادیث سے ظاہر ہے کہ ایسا زیور پہننا لڑکیوں کو بھی منع ہے - جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے :-

وعن ابن الزبیرؓ ان مولاۃ لھم ذھبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلھا اجراس فقطعھا عمرؓ وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع کل جرس شیطان (رواہ ابوداؤد)

وعن بنانۃؓ مولاۃ عبد الرحمن ابن حیان الانصاریؓ کانت عند عائشۃؓ اذ دخلت علیھا بجاریۃ وعلیھا جلاجل یصوتن فقالت لا تدخلنھا علی الا ان تقطعن جلاجلھا سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ جرس (رواہ ابوداؤد انتھی)

ترجمہ:- حضرت ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ انکی ایک لونڈی ان کی لڑکی کے ساتھ امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پاس گئی اور اس کے پاؤں میں گھنگھرو تھے، تو حضرت عمرؓ نے ان کو کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے ہر گھنٹے کی آواز کے ساتھ ایک شیطان ہے - اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے - اور بنانہؓ سے جو حضرت عبد الرحمن ابن حیان انصاری کی لونڈی ہیں مروی ہے - کہ وہ حضرت عائشہؓ کے پاس تھیں - کہ ان کے سامنے ایک لونڈی آئی - جو پاؤں میں ایسے گھنگھرو پہنے تھی - جو بجتے تھے - پس حضرت صدیقہؓ نے فرمایا کہ تم بغیر گھنگھروؤں کو توڑے ہوئے یہ ہرگز میرے پاس نہ آئیو - میں نے حضور اکرمؐ سے سنا ہے کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے جس میں گھنٹے کی آواز ہو - لہٰذا مسلمان عورتوں کو حضرت صدیقہؓ کے حکم کے مطابق بغیر بجنے والے زیورات کو استعمال کرنا چاہئے - اور ایسے زیورات سے اجتناب کریں - جس کی وجہ سے اجنبی آدمی اس عورت کی طرف مائل ہو جائے -

سوال نمبر ۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ زید نے کسی کا مکان گروی رکھا اور باجازت مالک مکان اس مکان میں زید رہنے لگا - یا کوئی اور چیز زید کے پاس گروی رکھی آیا باجازت مالک اس چیز کے زید اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے یہ جو آجکل مشہور ہے کہ اگر کوئی مالک اپنی کسی چیز کو خواہ اراضی ہو یا مکان ہو کسی کے پاس رہن رکھے اور مرتہن کو مالک راہن اجازت دیتا ہے کہ اس سے تم نفع حاصل کرو - میری اجازت ہے کیا شرعاً راہن کی اجازت سے مرتہن نفع حاصل کر سکتا ہے یا نہ - بینوا توجروا -

الجواب وھو الموفق للصواب

مرتہن زید کو مرہونہ چیز (خواہ وہ اراضی کی قسم سے ہو یا مکان کی قسم سے ہو) کا نفع حاصل کرنا ناجائز ہے خواہ باجازت مالک (مرتہن) ہو - قنیہ میں ہے -

(یکرہ للمرتھن الانتفاع بالرھن باذن الراھن) مرتہن کو راہن کی اجازت سے رہن کا نفع لینا مکروہ ہے اور قنیہ میں ہے :-

عن ابی یوسف المرتھن سکن الدار المرھونۃ باذن الراھن یکرہ واطلق فی الصرف انہ یکرہ والاحتیاط فی الاجتناب عنہ لما فیہ من شبھۃ الربوا

ترجمہ :- امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ گھر میں جو رہن رکھا گیا ہو - اس شخص کا رہنا جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے رہن رکھنے والے کی اجازت سے مکروہ ہے اور صرف میں بھی اس کو مطلقاً مکروہ لکھا ہے - احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس میں سود کا شبہ ہے - اور حموی شرح اشباہ میں لکھا ہے - فی الجامع لمجد الائمۃؒ عن عبد اللہ بن محمد بن اسلم انہ لا ینتفع بشیئ منہ وان اذن لہ الراھن لانہ اذن فی الربوا لانہ یستوفی دینہ فتکون المنفعۃ ربوا -

ترجمہ :- مجد الائمہ کے جامع میں عبد اللہ بن محمد بن اسلم رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ جو چیز رہن رکھی گئی ہے اس سے نفع نہ اٹھانا چاہئے - اگرچہ رہن رکھنے والا اجازت بھی دیدے - کیونکہ یہ اجازت سود لینے کی اجازت ہے اس لئے وہ اپنا پورا قرض واپس لے گا - پس یہ نفع سود ہوگا -

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد ۱ | یوم جمعہ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ ۶ جنوری ۱۹۵۶ء | شمارہ ۳۴

دستور پاکستان

اخباری اطلاعات کے مطابق دستور کے متعلق بل پیش کرنے کی تاریخ ۹ جنوری مقرر ہو چکی ہے - لیکن تاحال دستور سے متعلق اسلامی دفعات اور صدر مملکت کے مذہب وغیرہ کے بارے میں غور نہیں ہوا - ظاہر ہے کہ دستور کی یہ شقیں کولیشن پارٹی میں اختلاف رائے کا باعث ہوں گی - جن پر ابھی تک مفاہمت نہیں ہو سکی - ہو سکتا ہے کہ بعض ارکان دستوریہ کے نزدیک اسلامی دفعات یا صدر مملکت کے مذہب وغیرہ جیسے معاملات کوئی خاص اہمیت نہ رکھتے ہوں - لیکن دستور ساز اسمبلی کو یہ بات ہرگز نہ بھولنی چاہیے کہ ملک بھر سے دستوریہ سے اسلامی نوعیت کا دستور بنانے کے مطالبات مسلسل ہو رہے ہیں - عوام اور حکومت میں گزشتہ آٹھ نو برس سے جو خلیج حائل ہے وہ صرف اسلامی دستور نہ ہونے کی وجہ سے ہے - چند مہینوں سے ملک کے دونوں حصوں سے لا تعداد خطوط اور تار دستوریہ کے نام صرف اسلامی دستور بنانے کے لئے دیئے جا رہے ہیں - کوئی مذہبی انجمن یا ادارہ ایسا نہیں جس نے حکومت سے اسلامی دستور کے لئے مطالبہ نہ کیا ہو۔ اور اگر کسی دستور کا شدت سے انتظار کیا جا رہا ہے تو صرف اسلامی دستور کا - اگر فی الحال مجوزہ دستور سے اسلامی دفعات اور صدر مملکت کے مذہب کے بارے میں دفعات خارج ہیں - تو عوام کو ایسے دستور سے قطعاً مایوسی ہو گی - کیونکہ اگر دستور غیر اسلامی ہی بننا ہے - تو ایسا تو پہلے بھی موجود ہے - ان وجوہ کی بنا پر ہم دستوریہ کو متنبہ کئے دیتے ہیں کہ دستور اسلامی نوعیت سے قطعاً لا پرواہ نہ ہو - ورنہ غیر اسلامی دستور مسلمانان پاکستان کو قطعاً گوارا نہیں - اور نہ ایسا قانون بنانے والی اسمبلی کی اہل اسلام کی نظر میں کوئی عزت ہو سکتی ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ مشترکہ پارٹی اصولاً اس امر پر متفق ہے کہ اسلامی قوانین کی تدوین کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے - وہ کمیشن صدر مملکت آئین کی منظوری کے بعد ایک سال کے اندر اندر مقرر کر دیں گے - اس کمیشن کے تقرر اور اس کے اراکین کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا - لیکن ایک خدشہ کا مزید اظہار کرنا پڑے گا کہ کہیں عوامی مطالبے کو اس صورت میں تو نہیں ختم کیا جا رہا کہ دستور تو غیر اسلامی جوں کا توں بن جائے اور اسلامی دفعات کی تشریح کے متعلق کئی برس کا مزید انتظار کرنا پڑے - چنانچہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تنازعات کے سلجھانے میں خواہ مزید وقت ہی لگے لیکن آئین پاکستان میں اس کی مکمل ضمانت ہونی چاہیے کہ دستور کی کوئی شق تعلیمات قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو - بنیادی طور پر ہی ملک کے مذہب اور زبان کا فیصلہ کر لیا جائے۔

صدر مملکت کے مذہب کے بارے میں بھی دستوریہ ہی میں دفعات موجود ہوں - ان چیزوں کے بغیر دستور نامکمل تو کیا ہرگز قبول نہیں ہوگا۔

مسلمانان پاکستان کے مطالبات

مسلمانوں کے لئے قابل قبول دستور وہی ہو سکتا ہے - جس کی بنیاد قرآن مجید اور سنت پر رکھی جاوے - ملک کا نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان ہو - اس کا صدر ہمیشہ مسلمان ہو - دستور ساز اسمبلی سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ بموجب فرمان قائد اعظم مسٹر محمد علی مرحوم پاکستان کا آئین قرآن پاک پر مبنی ہو اور بتائید مسٹر لیاقت علی مرحوم قرارداد مقاصد کی روشنی میں مرتب ہو۔

دستخط کنندگان

(۱) ابو مظفر حاجی نور محمد صاحب چوہان مینیجر مسلم فیڈ ایجنسی کہروڑ پکا مغربی پاکستان
(۲) حکیم حافظ محمد یوسف صاحب چغتائی ایڈیٹر ماہنامہ الشفا کہروڑ پکا۔
(۳) محمد ابوالحسن صاحب رکن مجلس تعلیمی مدرسہ عربیہ اسلامیہ کہروڑ پکا
(۴) حافظ عبد المجید صاحب شاکر ناظم اعلیٰ تنظیم اہلسنت والجماعت کہروڑ پکا۔
(۵) حکیم سعید ابراہیم صاحب بی اے - کہروڑ پکا
(۶) حکیم حبیب احمد صاحب صدر تنظیم اہلسنت والجماعت کہروڑ پکا۔

سانحہ گجرات

ہمیں یقین ہے کہ مغربی پاکستان میں اس خبر کا ہر جگہ خیر مقدم کیا گیا ہوگا کہ صوبائی وزیر اعلیٰ گجرات کیس کے بارے میں دلچسپی لے رہے ہیں - جن پولیس افسروں نے گجرات میں تحقیقات کی تھی انہیں معطل کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے - اسی طرح ریلیف کے ایک سانحہ کے بارے میں بھی وزیر اعلیٰ نے مسٹر طلب کر لیا ہے - ہمیں امید ہے کہ اگر صوبائی وزیر نے نظم و نسق اور عدل و انصاف پر اس طرح کڑی نگاہ رکھی تو نہ صرف مجرموں کو قرار واقعی سزائیں مل سکیں گی بلکہ آئندہ سے روز افزوں جرائم میں بھی خاطر خواہ کمی واقع ہوگی۔ گجرات کا واقعہ تو ایسا ہے کہ اس سے نہ صرف حکومت بے انصافی اور بد نظمی کا الزام آتا ہے - سب مقامی شہریوں میں سراسیمگی بھی پھیلتی ہے - اب جب کہ وزیر اعلیٰ خود اس واقعہ پر غور کر رہے ہیں - تو امید ہے کہ مجرم جنہوں نے سفاکی اور بے حیائی کی انتہا کر دی وہ بھی مل جائیں گے - اور جتنی اس واقعہ کی تشہیر ہوئی ہے - اتنی ہی سنگین سزا انہیں ملے گی۔

قارئین کرام سے

قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات کی اطلاع کے لئے عرض

نہایت سکون سے نماز پڑھنا

نمبر (۶)

از حاجی کمال الدین صاحب [illegible] بیرون شاہ عالمی گیٹ لاہور

عصام نے حضرت حاتم زاہد بلخی سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ:

"جب نماز کا وقت آتا ہے۔ اوّل نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں۔ پھر اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں نماز پڑھنا ہے۔ اور پھر نہایت سکون سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر۔ داہنی طرف جنت ہے اور بائیں طرف دوزخ ہے۔ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے۔ پھر اور کوئی نماز شاید میسر نہ ہو۔ اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد نہایت عاجزی سے اللہ اکبر کہتا ہوں۔ پھر معنی کو سوچ کر قرآن پڑھتا ہوں۔ تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں۔ عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں۔ اس طرح اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال سے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔

عصام نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھ رہے ہیں۔ حاتم نے فرمایا۔ تیس برس سے۔

عصام رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ حاتم کی ایک دفعہ جماعت فوت ہو گئی جس کا بے حد اثر ہوا۔ ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی۔ اس پر رونے لگے اور یہ فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ تعزیت کرتے۔ جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ پر دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ بیس سال کے عرصہ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو۔ اور میں مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں۔ اور ہم جیسے سیہ کاروں کی یہ حالت ہے کہ لا الہ مسجد میں اذان ہوتی رہے پتا ہی نہیں۔ پہلے سے آکر بیٹھنا تو درکنار۔ اذان ہونے پر بھی کوئی فکر نہیں ہوتا۔

میمون بن مہران ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے تو جماعت ہو چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ اس نماز کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی۔ اور ہم لوگوں کی نظر میں تو اس کی کوئی [illegible] نہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد فرمانے لگے کہ شیطان نے مجھ پر اس وقت ایک حملہ کیا۔ میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں افضل ہوں (اس لئے کہ افضل کو امام بنایا جاتا ہے) آئندہ کبھی بھی نماز نہ پڑھاؤں گا۔ آجکل کے اماموں کو اس سے سبق لینا چاہئے۔

محمد بن واسع کہتے ہیں کہ مجھے دنیا میں صرف تین چیزیں چاہئیں۔ ایک تو ایسا دوست جو میری لغزشوں پر متنبہ کرتا رہے۔ دوسرے بقدر زندگی روزی جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔ تیسرے جماعت کی نماز ایسی کہ اس میں کوتاہی ہو وہ تو معاف ہو جائے اور ثواب جو ہو وہ مجھے مل جائے۔

ایک ہم ہیں کہ اگر کوئی ہمارے عیب بیان کرے تو ہم فوراً برانگیختہ ہو کر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ نہ روزی میں حرام و حلال کی تمیز کرتے ہیں۔ جیسی کیسی آئے سب ہضم اور جماعت کی نماز کی تو بالکل پروا ہی نہیں۔

کہتے ہیں کہ ان حضرات کرام میں سے جس کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تھی تو تین دن تک اس کا رنج کرتے تھے۔ اور جس کی جماعت جاتی رہتی تھی وہ سات دن تک اس کا افسوس کرتے تھے۔ کیا کبھی ہم نے بھی ایسا کیا؟ رنج اور افسوس کرنا تو درکنار ہمیں تو یہی پتہ نہیں کہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ جماعت کی نماز ادا کرنے میں کیا کچھ حاصل ہوتا ہے۔ جن کو پتہ ہے تو پھر ان کے دل سے پوچھئے کہ اگر خدانخواستہ ان کی یہ چیزیں جاتی رہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی جان ہی نکل گئی۔ برباد اور تباہ ہو گئے۔ ایک دولت ہاتھ سے نکل گئی۔ پھر یہ ہاتھ نہ آسکے گی۔

بکر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے مولا سے بلا واسطہ بات کرنا چاہے تو جب چاہے کر سکتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا صورت ہے۔ فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر اور نماز کی نیت باندھ لے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہم سے باتیں کرتے تھے۔ اور ہم حضور سے۔ لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تھا تو ایسے ہو جاتے تھے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول ہو جاتے۔

سعید تنوخی جب تک نماز پڑھتے رہتے مسلسل آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی۔

ایک صحابی رات کو نماز پڑھ رہے تھے ایک چور آیا اور گھوڑا کھول کر لے گیا۔ لے جاتے ہوئے اس پر نظر بھی پڑ گئی۔ مگر نماز نہ توڑی۔ بعد میں کسی نے کہا بھی کہ آپ نے پکڑ نہ لیا۔ فرمایا جس چیز میں میں مشغول تھا وہ اس سے بہت اچھی تھی۔ ایک ہم ہیں کہ اگر جوتی بھی مسجد کے دروازے پر نکال دی جائے تو نماز میں بھی یہی خیال رہتا ہے کہ شاید کوئی لے نہ جائے۔

حضرت علیؓ کا قصہ تو مشہور ہی ہے کہ جب لڑائی میں ان کے تیر لگ جاتے تو وہ نماز ہی میں نکالے جاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ران میں ایک تیر گھس گیا۔ لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی۔ نہ نکل سکا۔ آپس میں مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں اس وقت نکالا جائے۔ آپ نے جب نفلیں شروع کیں اور سجدے میں گئے تو ان لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو آس پاس مجمع دیکھا۔ فرمایا۔ کیا تیر نکالنے آئے ہو۔ عرض کیا کہ حضور وہ تو ہم نے نکال بھی لیا۔ فرمایا کہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔ ایک ہماری نماز ہے کہ ذرا مکھی بیٹھ جائے تو جب تک اس کو ہاتھ سے اڑا نہ لیں چین نہیں آتا۔ ذرا کھانسی اٹھے تو اس زور سے کھانسنے لگتے ہیں کہ دوسروں کو کوفت ہو۔ جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکا جائے۔ اور بعض کو اکثر دیکھا گیا ہے کہ نماز میں کھڑے ہوئے داڑھی میں خلال کرتے ہیں [illegible] بعض کو تو یہاں تک دیکھا کہ سجدے میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھ [illegible] اپنی دھوتی یا پاجامہ یا پتلون وغیرہ اوپر کو چڑھا کر جاتے ہیں۔ ایسا نہ چاہئے۔ یہ عمل کثیر ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسلم بن یسار جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کو کہہ دیتے کہ تم باتیں کرتے رہو مجھے تمہاری باتوں کا پتہ نہ چلے گا۔ سبحان اللہ! یہ تھا خشوع اور خضوع۔ گھر والے باتیں کرتے رہیں اور یہ اللہ کی یاد میں ایسے محو ہوں کہ ان کو باتوں کا کچھ پتہ نہ چلے۔ ایک ہم ہیں کہ سب کچھ پتہ چل جاتا ہے۔ بس اللہ ہی اپنے فضل سے بیڑا پار لگا دے۔ ورنہ اپنی نمازوں کے متعلق ہمیں خوب علم ہے۔

ربیع فرماتے ہیں کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں مجھ پر اس کا فکر مسلط ہو جاتا ہے کہ مجھ سے کیا کیا سوال و جواب ہوگا۔ ایک ہم ہیں کہ طرح طرح کے خیالات اور وسوسے آنے لگتے ہیں۔ اور اس کا تو بالکل بھی کبھی خیال ہی نہیں آتا۔ کہ ہم سے بھی کوئی سوال و جواب ہوگا۔ اور سب سے پہلا سوال تو نماز ہی کے متعلق ہوگا جس کی طرف سے ہم بالکل لاپرواہ ہیں۔

عامر بن عبداللہ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کی باتوں کی تو کیا ہوتی ڈھول کی آواز کا بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ کسی [illegible] نے پوچھا کہ تمہیں نماز میں کسی چیز کی بھی خبر ہوتی ہے۔ فرمایا ہاں مجھے اس کی خبر ہوتی ہے کہ ایک دن اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہے اور دونوں گھروں جنت یا دوزخ میں سے ایک میں جانا ہوگا۔ عرض کیا یہ نہیں پوچھتا میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ ہماری باتوں میں سے بھی کسی بات کی خبر ہوتی ہے۔ فرمایا مجھ میں نیزوں کی بھالیں لگ جائیں تو زیادہ اچھا ہے کہ مجھے نماز میں تمہاری باتوں کا پتہ چلے۔ سبحان اللہ! ان حضرات کی تھیں نمازیں تو ایک

تھا گلستانِ دہر بیاباں ترے بغیر

(از جناب نواب صاحب دہلوی)

چھائی ہوئی تھی ظلمتِ عصیاں ترے بغیر — خوابِ گراں سے چونکے نہ انساں ترے بغیر
ممکن نہ تھا نجات کا ساماں ترے بغیر — حاصل ہوا کسی کو نہ عرفاں ترے بغیر
ملتی نہیں ہے دولتِ ایماں ترے بغیر

ختم الرسل، حبیبِ خدا صاحبِ کتاب! — پیدا کبھی ہوا ہے نہ ہوگا ترا جواب
قرآن ہے گواہ کہ تو ہے وہ آفتاب — دُنیا تمام تیری تجلی سے فیض یاب
ظلمت کدہ تھا عالمِ امکاں ترے بغیر

روزِ ازل سے ساقیٔ کوثر ترا لقب — بیٹھے تھے منتظر ترے میخوار سب کے سب
صدیوں سے بابِ میکدہ تھا بند روز و شب — جامِ مئے الست کو ترسے ہوئے تھے لب
سونی پڑی تھی محفلِ رنداں ترے بغیر

دھندلے تھے نقشِ قدرتِ پروردگار کے — رنگ اور ہی جہاں میں تھے لیل و نہار کے
غنچے چٹک رہے تھے نہ نغمے ہزار کے — جھلسے ہوئے سموم سے دامن بہار کے
گل تھے چمن میں چاک گریباں ترے بغیر

پھیلا ہوا جہاں میں تھا دامانِ شیطنت — بدکاریوں کے زور نے پلٹی ہوئی تھی مت
تھا کون سا وہ عیب کہ جس کی پڑی نہ لت — انسانیت کی ناؤ تھی غرقابِ معصیت
دُنیا میں رک سکا نہ یہ طوفاں ترے بغیر

بیٹی کی جان لینا تو ادنےٰ سی بات تھی! — بیٹے کو تھی حلال جو زوجہ تھی باپ کی!
بے رحم تھا مزاج تو حالت گری ہوئی — تھی حاصلِ حیات بہیمانہ زندگی!
انسانیت سے دُور تھے انساں ترے بغیر

رسیا برائیوں کے بھلائی سے بدگماں — دشمن تھا بھائی بھائی کا مل بیٹھنا کہاں
انسانیت تھی کچلی ہوئی اور رواں دواں! — کیں تو نے آ کے دہر میں شیرازہ بندیاں
اجزا تھے ملتوں کے پریشاں ترے بغیر

فیضِ کرم سے تیرے ہوئے صاحبِ وقار — مالک تھے بحر و بر کے تو قبضے میں کوہسار
ایسے فقیر جن کا جہاں میں نہ تھا شمار — وہ بوریہ نشیں ہوئے عالم کے تاجدار
دنیا میں تھے جو بے سر و ساماں ترے بغیر

فرمان وہ خدا کا ہے تو نے کہی جو بات — بعد از خدا بزرگ فقط ایک تیری ذات
درسِ سلامتی ہے سراپا تری حیات — خلقت تری جہاں کے لئے باعثِ نجات
نازل ہوئی نہ رحمتِ یزداں ترے بغیر

دار الاماں جہاں کے لئے تیری بارگاہ! — ہر بے پناہ کے لئے ہستی تری پناہ
اس میں کوئی مبالغہ ہے اور نہ اشتباہ — اے باعثِ بہارِ دو عالم خدا گواہ
تھا گلستانِ دہر بیاباں ترے بغیر

ممکن کہاں نواب جو رتبے بیاں کرے — ذی شان وہ تو کہ رحمتِ عالم خدا کہے
دامن ترا جو چھوڑے ہدایت نہ پا سکے — عقبیٰ کی منزلیں ہوں کہ دُنیا کے مرحلے

مشکل نہ ہوگی کوئی بھی آساں ترے بغیر!

مرتبہ:۔ چودھری عبد الرحمٰن خان صاحب

آج مؤرخہ ۱۳ر جمادی الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۹ر دسمبر ۱۹۵۵ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:۔

مُحبّت

نجات دہندہ — ہلاک کنندہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

امّا بعد:۔ اس جہان کے بعد دوسرا جہان آنے والا ہے۔ قبر اس کی ڈیوڑھی ہے۔ اس کے بعد حشر میں سب مخلوق ایک بہت بڑے وسیع میدان میں جمع ہو گی۔ اگر کہیں میلہ ہو تو اتنی خلقت جمع ہو جاتی ہے کہ اس میدان میں سما نہیں سکتی۔ تقسیم سے پہلے ساری دُنیا میں ستر کروڑ مسلمان اور ساٹھ کروڑ عیسائی تھے۔ یہود۔ ہندو۔ بدھ اور باقی قومیں ان کے علاوہ تھیں۔ ان کی تعداد کا ہمیں علم نہیں۔ ایک دَور کی نسل انسانی کے لئے بہت وسیع میدان درکار ہوگا۔

اس جہان کا نظام ظاہر پر مبنی ہے۔ مثلاً ایک کافر جب کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ تو وُہ مسلمان کہلانے لگتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جو دل سے کافر تھے۔ مگر بظاہر کلمہ پڑھتے تھے۔ وہ مسلمانوں کی جماعت میں شامل سمجھے جاتے تھے۔ ان کو مال غنیمت سے حصہ ملتا تھا۔ یہ منافقین کا گروہ تھا۔

سورہ المنٰفقون رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں منافقین کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ (ترجمہ یہ اس لیے ہوا کہ وُہ (منافق) ایمان لائے۔ پھر کفر کیا۔ پس ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ پس وہ نہیں سمجھتے ہیں)

عالم آخرت کا نظام باطن پر مبنی ہے۔ قبر سے لے کر حشر تک باطن کے لحاظ سے سلوک ہوگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن متکبرین کے وجود چیونٹی کے برابر ہوں گے۔ وُہ لاشئی بھی نہیں ہوں گے لیکن شئی بعتدبہ نہ ہوں گے) یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (سورۃ البقر رکوع ۱ پارہ ۱)

(ترجمہ:۔ بے شک کافروں کے لئے آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے (وُہ) ایمان نہیں لائیں گے) یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو نہ شریعت کا پاس ہے نہ ان کے دلوں میں خوف خدا اور نہ فکر آخرت ہے۔ نہ کوئی غم ہے یہاں تو اچھے کھانے کھا کر اور بے فکری کے باعث خوب موٹے تازے تھے۔ لیکن آخرت میں ان کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہوں گے۔ ان کے مقابلہ میں مؤذنین کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ان کی گردنیں سب سے زیادہ بلند ہوں گی۔ چونکہ مؤذن دوسروں کو نیکی یعنی نماز کی طرف بلاتے ہیں اس لئے ان کو اپنی نماز کے علاوہ دوسرے نمازیوں کی نماز کا بھی اجر ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الدال علی الخیر کفاعلہٖ (ترجمہ:۔ نیکی کی طرف دلالت کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ (اس نیکی کے) کرنے والا) اس وجہ سے ان کو قیامت کے دن بلند قامت وجود عطا ہوگا۔ اُمید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ قیامت کے دن باطن کے لحاظ سے سلوک ہوگا۔ حضور کا ایک ارشاد میں گزشتہ جمعرات عرض کر چکا ہوں کہ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہوں گے کہ اللہ کی بارگاہ میں ان کے مرتبے کے سبب سے انبیاءؑ اور شہداء بھی ان کی ریس کریں گے۔

ہماری آج کی صحبت باطن کی اصلاح کے لئے ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب اللہ اور حضورؐ کے ہاں سرخرو ہوں۔ باطن کی اصلاح تزکیہ سے ہوتی ہے بعض بے سمجھ تصوف کو بدعت کہتے ہیں۔ تصوف تزکیہ نفس کا دوسرا نام ہے۔ حضورؐ کے فرائض اربعہ میں سے ایک تزکیہ نفس بھی ہے۔ فرائض اربعہ کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (سورہ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸)

(ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ وُہ ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔ اور ان کو (امراض روحانی) سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب (قرآن) اور دانشمندی کی تعلیم دیتا ہے) حضورؐ کی صحبت میں صحابہ کرام کی باطن کی صفائی ہوتی تھی۔ اب اللہ والوں کی صحبت میں باطن کی صفائی ہوتی ہے۔ سورہ توبہ رکوع ۴ پارہ ۱۰ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا۔ (ترجمہ:۔ بے شک مشرک ناپاک ہیں (اس لئے) وُہ آج کے سال کے بعد اس مسجد (خانہ کعبہ) کے قریب نہ آئیں۔) یہاں مشرک کو نجاست کہا گیا ہے جو باطنی پلیدی ہے ورنہ بظاہر تو کفار کھ لباس فاخرہ پہنتے ہوں گے۔ میں تو ان میں سے نہیں ہوں جن کی صحبت میں تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ یہ تو ان کی مجالس کی نقل ہے

ع اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ

لعل اللّٰہ یرزقنی صلاحا

جن کا باطن سنور جاتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہو جاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔ آمین۔

آج میں محبت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں محبت دو قسم کی ہوتی ہے (۱) نجات دہندہ (۲) ہلاک کنندہ۔

حُبّ کی ضد ہے بغض۔ حب اور بغض دونوں فعل قلب ہیں۔ دونوں کا اظہار اعضاء ظاہری سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص جس سے ہمیں محبت ہے ہمارے ہاں آتا ہے۔ تو ہم زبان سے اس کی خدمت میں السلام علیکم عرض کریں گے۔ پاؤں سے اس کے استقبال کے لئے چل کر جائیں گے۔ غرضیکہ ہر عضو سے دل کی محبت کا اظہار ہوگا۔

جو محبت اللہ کی ذات اقدس سے ہو اور اس کے تعلق کی بناء پر ہو۔ وہ نجات دہندہ ہے۔ اسی لئے حضورؐ نے فرمایا:۔

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ (ترجمہ:۔ جس نے اللہ کے لئے محبت رکھی اور اللہ کے لئے دشمنی رکھی اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے دینے سے ہاتھ روک لیا۔ تحقیق اس نے (اپنا) ایمان کمل کر لیا)

جو اللہ کے ہاں محبوب وہ ہمارے ہاں بھی محبوب ہے جو اس کے ہاں مردود ہے وہ ہمارے ہاں بھی مردود۔ سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸ میں اللہ تعالیٰ اپنے اس قسم کے بندوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ ۝

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں۔ آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ کے ہی لوگ کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا۔

باپ۔ اولاد۔ بھائی اور برادری سے فطرتاً محبت ہوتی ہے۔ ان سے محبت نجات دہندہ ہے بشرطیکہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہوں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ محبت فقط اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیئے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ محبوب کے متعلقات اور اس کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ باقی سب چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی بناء پر محبت ہونی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں اس لئے محبت ہے کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ قرآن مجید سے اس لئے محبت ہے۔ کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

ذاتی محبت ہلاک کنندہ ہے۔ مثلاً بیوی سے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (سورۃ التغابن رکوع ۲ پارہ ۲۸)

(ترجمہ:۔ اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ سو ان سے بچو) اگر اللہ کے تعلق کو نظر انداز کر کے بیوی محبوب ہے۔ تو اس کی ہر فرمائش کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا۔ خواہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ یہی چیز زندگی میں گناہ اور مرنے کے بعد موجب عذاب ہو جائے گی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کا حکم دے رہے ہیں۔

پہلی قسم کی یعنی نجات دہندہ محبت تربیت سے حاصل ہوتی ہے۔ دوسری قسم کی یعنی ہلاک کنندہ محبت فطرۃً ہوتی ہے۔ قیامت کے دن پہلی قسم کی محبت کام آئیگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (سورۃ الزخرف رکوع ۷ پ ۲۵)

(ترجمہ۔ اس دن (قیامت میں) سب دوست (ایک دوسرے کے) دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار) اس دن اللہ کے نیک بندوں کی دوستی کام آئے گی۔ باقی سب دوست دشمن ہو جائیں گے۔ بیوی میاں سے۔ میاں بیوی سے۔ ماں باپ اولاد سے اور اولاد والدین سے بیزار ہوگی۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ (سورۃ عبس پ ۳۰)

(ترجمہ:۔ اس دن (قیامت میں) آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا اس دن ہر ایک اپنی مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ اور دوسروں سے بے پروا ہوگا۔ وہاں تقویٰ یعنی خدا سے محبت کی بناء پر جو تعلق ہوگا۔ اس کی قدر و قیمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے متعلقات مثلاً رسول اللہ۔ کتاب اللہ۔ اللہ کے مقبول بندے۔ ان سے محبت نجات دہندہ ہوگی۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (سورۃ الزخرف رکوع ۴ پ ۲۵)

(ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ کے ذکر (یعنی قرآن) سے روگردانی کرتا ہے۔ ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔ پس وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے) اس دن دست حسرت مل کر کہیں گے۔ کہ اگر بیوی نہ ہوتی تو ہلاک نہ ہوتے۔ حضور فرماتے ہیں كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ (ترجمہ:۔ دنیا میں اس طرح رہو گویا تو مسافر ہے)

میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ یہ چیز شیخ کامل کی صحبت میں پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر بظاہر انسان سب کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے دل نہیں لگاتا۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے

دلا تو رسم تعلق ز مرغ آبی جو
اگرچہ غرق بدریاست خشک پر بنگاہ

اللہ والوں کی محبت کی بناء پر انسان سب سے کٹ جاتا ہے۔ اس قسم کے انسان ہی سالم دل والے ہوتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (سورۃ الشعراء رکوع ۵ پ ۱۹) (ترجمہ:۔ اس دن (قیامت میں) نہ مال اور نہ بیٹے نفع دیں گے۔ مگر وہ شخص نفع پائے گا۔ جو سالم دل اللہ کے ہاں لائے گا) سالم دل کے یہ معنی ہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی سے محبت ہو۔ اور نہ کسی کا ڈر ہو۔ اللہ والوں کا چونکہ یہ حال ہوتا ہے اس لئے اس کا عکس طالب پر پڑتا ہے۔ جن کا یہ حال ہو جاتا ہے۔ وہ سطح زمین پر ہوں یا زیر زمین ہوں دونوں جگہ خوش رہتے ہیں۔ صحبت میں انسان کی روحانی ترقی ہوتی ہے۔ مگر پتہ نہیں لگتا۔ جس طرح ماں بچے کو کھلاتی پلاتی ہے۔ اور ہر آن بڑھتا ہے مگر اس وقت پتہ نہیں چلتا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو نجات دہندہ محبت کا محب بنائے۔ اور ہلاک کنندہ محبت سے بچائے۔ آمین!

ہماری ڈاک

ہمارے ایک بزرگ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب قریشی، مدرس مڈل اسکول گرگری تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ (مغربی پاکستان) تحریر فرماتے ہیں:۔

السلام علیکم۔ ہشت رسالہ جات ماہ اکتوبر و نومبر مل گئے۔ شکریہ!

میرے احباب نے رسالہ جات کو خوب پڑھا ہے اور بہت پسند فرمایا ہے۔ اُمید اغلب ہے کہ یکم جنوری سے اسی سکول سے دو تین دوستوں کے چندے ارسال کر دئیے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ کیا کروں گو دل میں تو بڑی تڑپ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق دیں تو اس رسالے کی اشاعت کے لئے شب و روز ایک کر دوں۔ لیکن ایک خوفناک ریگستان کے اندر بیٹھا ہوں جہاں سوائے اللہ کے اور کوئی حامی و ناصر نہیں یہاں کے لوگ بڑے وحشی ہیں گرگری آٹھ میل چوڑے اور چالیس میل لمبے درہ خٹک کے وسط میں شمالی وزیرستان کے شمال میں واقع ہے۔ اس علاقہ میں مقامی لوگ ملازمت نہیں کر سکتے۔ اور ایک شہری باشندہ کی حیثیت کالے پانی کے قیدی سے بھی بدتر ہے۔ بہرحال الحمد اللہ علیٰ کل حال انسان کے مستقبل کے تمام پروگرام اسی کے احاطہ علم میں ہیں۔ گرگری سے کوہاٹ کو دو راستے جاتے ہیں ایک براستہ ٹیری جو گرگری سے ۲ میل مشرق کو ہے اور دوسرا براستہ ٹل جو کہ گرگری سے اٹھارہ میل مغربی جانب ہے۔ براستہ تحصیل ٹیری کوہاٹ کی مسافت ۲۰+۳۷ میل اور براستہ ٹل ۱۸ + ۶۲ میل ہے۔ ٹل کی طرف سے مسافت گو لمبی ہے۔ لیکن آرام دہ اور کچھ پر امن ہے۔

ٹل یہ ایک تاریخی مقام ہے جہاں کبھی نادر خان افغان اور انگریزی افواج کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہی ہیں۔ نیز جنگ عظیم دوم کے دوران میں ٹل کے آس پاس سیمنٹڈ مورچے خندقیں۔ زمین دوز چھاؤنیاں اور ہسپتالیں بنائی گئی تھیں۔ جو بالکل عیاں ہیں لیکن اندر جانے کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ فرانٹیئر کانسٹیبلری فورسز کے سات آٹھ سو سپاہی ہمیشہ یہاں رہتے ہیں۔ سرکاری حکام کے لئے ریسٹ ہاؤس

(باقی صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ ۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۵ھ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۵۵ء

فرمانبردار اور باغی برابر نہیں ہو سکتے

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(۱) اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ (سورۃ الجاثیۃ رکوع ۲ پ ۲۵)

(ترجمہ :- کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے؟ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے - وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

(۲) وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ ؕ (سورۃ الفاطر رکوع ۳ - پ ۲۲)

(ترجمہ) اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے جس طرح یہ دونوں برابر نہیں اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۳) وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ (سورۃ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ :- اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی یعنی جس طرح اندھیرا اور روشنی برابر نہیں ہیں اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۴) وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ (سورۃ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

ترجمہ :- اور نہ سایہ اور نہ دھوپ یعنی جس طرح یہ دونوں برابر نہیں ہیں - اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

وَ مَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ (سورۃ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ) اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں۔ یعنی اسی طرح خدا سے ڈرنے والا نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۶) قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۳ پ ۷)

ترجمہ :- کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں - اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو - اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہاری نجات ہو یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور نہ ڈرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

(۷) اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (سورۃ حٰم السجدۃ رکوع ۵ پ ۲۴)

ترجمہ :- کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا جو چاہو کرو - جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے - یعنی وہ باغی بہتر ہے جو آگ میں ڈالا جائے گا - یا وہ وفادار جو امن میں ہو کر (قیامت میں) آئے گا۔

(۸) اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ (سورۃ حٰم السجدۃ رکوع ۵ پارہ ۲۴)

ترجمہ :- بے شک تیرا رب بخشنے والا اور دردناک عذاب دینے والا بھی ہے - یعنی وفاداروں کے لئے بخشنے والا ہے اور باغیوں کو سزا دینے والا ہے۔

(۹) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ (سورۃ ص رکوع ۳ پ ۲۳)

ترجمہ :- کیا ہم کر دیں گے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے - ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں - یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

(۱۰) اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ (سورۃ ص رکوع ۳ - پ ۲۳)

ترجمہ :- یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے - یعنی دونوں کا مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں برابر نہیں ہو سکتا۔

دس شواہد کا حاصل

یہ نکلا - کہ اللہ جل شانہ کے دربار میں وفادار اور باغی کا درجہ برابر نہیں ہو سکتا - فاعتبروا یا اولی الابصار

وفاداری کا صلہ

(۱) تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (سورۃ القصص رکوع ۹ پ ۲۰)

ترجمہ :- یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں - جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔

(۲) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ النحل رکوع ۱۳ پ ۱۴)

ترجمہ :- جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے - تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے - اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے - ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا - کہ ایمانداروں کو ان کے اعمال صالح کی برکت سے دنیا کی زندگی عمدہ بسر کرائیں گے اور آخرت میں بھی انہیں اعمال صالحہ کے باعث اجر عطا کئے جائیں گے۔ اللّٰھم اجعلنا منہم!

(۳) فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۚ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ :- جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا - وہ کہے گا - لو میرا اعمال نامہ پڑھو - بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا - سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا - بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں - جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

(۴) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّ عُیُوْنٍ ۙ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا یَشْتَهُوْنَ ؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (سورۃ المرسلٰت رکوع ۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ :- بے شک پرہیزگار ٹھنڈی چھاؤں اور چشموں میں ہوں گے - اور میووں میں جو وہ چاہیں گے مزے سے کھاؤ - اور پیو - ان کاموں کے بدلے جو تم کرتے رہے - بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

امید ہے

مجھے امید ہے - کہ میرے دوستوں کو اس امر کا یقین آیا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اپنے وفادار بندوں کو عجیب عجیب طرح کے انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔

اللّٰھم اجعلنا منہم

باغیوں سے سلوک الٰہی

(۱) اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝ (سورۃ المرسلٰت رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:- اس (دوزخ) کی طرف چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے - ایک سائبان کی طرف چلو جس کے تین حصے ہیں۔ نہ وہ سایہ کرے اور نہ تپش سے بچائے - بے شک وہ محل جیسے انگارے پھینکے گی۔ گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں

(۲) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۝ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:- اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے - کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا - مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی - اسے پکڑو پس اسے طوق پہنا دو - پھر اسے دوزخ میں ڈال دو - پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس سے جکڑ دو - بیشک اللہ پر یقین نہ رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مساکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا - سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں - اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون - اللھم لا تجعلنا منھم -

چھپانے کے مجرم نہ ہوں

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ کی طرف سے باغیوں کے ساتھ جو سلوک ہونے والا ہے - اُسے ظاہر کرنا ہر معلم قرآن کا فرض ہے - اگر ظاہر نہ کیا جائے - تو وہ لوگ قرآن مجید کے اس حصہ کے چھپانے کے مجرم ہوں گے -

چھپانے والوں کی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

(سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پ ۲)

ترجمہ:- جو لوگ ان کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے - اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں - کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا - یہی لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے - اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں -

عمل نہ کرنے والے مجرم ہوں گے

برادران اسلام - اگر معلم قرآن نے پیغام حق پہنچا دیا - اور لوگوں نے اس پر عمل نہ کیا - تو قیامت کے دن دست حسرت ملیں گے - پھر بھی یہ مجرم سزا سے بچ نہیں سکیں گے -

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

(سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ:-

جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا - تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے - کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا - وہ کہیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا - پر ہم نے جھٹلا دیا - اور کہہ دیا - کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا - تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو - اور کہیں گے - کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا - تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے - پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے - سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے -

اللہ تعالےٰ کی بے نیازی کا اعلان

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝

(سورۃ الکھف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ:- اور کہہ دو - سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے - پھر جو چاہے - مان لے - اور جو چاہے - انکار کر دے - بے شک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے - انہیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی - اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد رسی کئے جائیں گے - جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا - جو منہوں کو جھلس دے گا - کیا ہی برا پانی ہوگا - اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی - وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ - واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم ط

بقیہ ہماری ڈاک

(صفحہ سے آگے)

ایک بلند اور کھلے خطۂ ارضی پر بنائے گئے ہیں مذکورہ فورسز کی باقاعدہ چھاؤنی ہے - ڈاکخانہ - ہائی سکول اور ٹیلیفون - ایکسچینج ہے ٹل شمالی وزیرستان کے شمال مغرب میں واقع ہے - یہاں سے مغرب کو انسٹھ (۵۹) میل کے فاصلہ پر پارہ چنار ہے - اس علاقہ میں یہ قصبہ تعلیم اور تجارت کا مرکز ہے - تذکرۂ بالا کی غرض وغایت - ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے رب کے دین حق کو پھیلتے دیکھے - کوہاٹ تبلیغی جماعت کا مرکز ہے - مبلغین اس دہشت ناک ملک کے کونے کونے میں تبلیغ دین کرتے پھرتے ہیں - یہ مولائے کریم کا احسان عظیم ہے - مخلصین کو کسی خاص کام کے لئے کبھی خط ارسال کرنے کا اتفاق ہو جاتے تو بیتہ ذیل عرض ہے "امیر جماعت تبلیغی سید کرم سلطان علی شاہ صاحب جامع مسجد قاضی صاحب والی واقعہ چشمہ کوہاٹ -

دار العلوم عربیہ ٹل - ٹل کے عوام نے ایک دار العلوم بنایا ہے جس کی عمارت ابھی زیر تعمیر ہے - اس وقت اس دار العلوم میں ۷۵ تا ۸۰ کے قریب طلباء ہیں - افضل علماء کی تعلیمی خدمات حاصل کی گئی ہیں - عوام اور خواص اساتذہ کی بڑی عزت اور قدر کرتے ہیں - اس دار العلوم کی تعلیمی اور عربی نگرانی ناظم جمعیۃ العلماء سرحد حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب فرما رہے ہیں - جو کبھی کبھی ٹل سے یہ تشریف لاتے ہیں - میں نے یہ پرچہ جات جلد از جلد اساتذہ دار العلوم کی خدمت میں پیش کرنے ہیں اور اس کی اشاعت کے لئے مؤدبانہ درخواست کرتی ہے - نیز دوران تعطیلات کر سمس ہزارہ جاؤں گا - بعض احباب اور بندے سے توقع ہے کہ اس سلسلہ میں وہ ہماری مدد فرمائیں گے - آپ حضرت مولانا سے عرض کریں کہ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ میری زندگی کے جتنے دن اور لمحات باقی ہیں وہ عاشقانہ سرور دو عالم کے نقش قدم پر چل کر گزریں - مجھے بھی اللہ اس قابل بنائے کہ میں دین کی خدمت کروں اور وقت مرگ دولت ایمان سے مشرف فرمائے - حضرت شیخ کی صحت منداں کے لئے ناکارہ ہر وقت گو ہے - اللہ انہیں سلامت رکھے -

بندہ نے اپنے بھائی مولانا محمد اسحاق صاحب قریشی خطیب جامع مسجد بابا بالا (براستہ ریناله خورد منٹگمری) کو بذریعہ خط التماس کی ہے - انشاء اللہ ان کا چندہ جلد از جلد آپ کی معرفت پہنچے گا - نیز میری درخواست کے مطابق وہ سر توڑ کوشش فرمائیں گے کہ بابا بالا میں خدام الدین کی چند کاپیاں ہفتہ وار جاتی رہیں -

ریڈیو پاکستان کے پروگرام پر نقادانہ تبصرہ

مکرم المقام جناب وزیر اطلاعات و نشریات کی خدمتِ عالیہ میں!

از جناب لال دین صاحب اختر بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ شاہکوٹ۔

(۲)

عالیجاہ! حسب وعدہ یہ دوسری قسط آپ کے حضور میں پیش کیجاتی ہے۔ اس میں کمترین اپنی ناقص رائے کے مطابق آپکے ریڈیو پروگرام پر تنقیدی نگاہیں ڈالے گا۔ اس میں مصلحتاً اشارہ اور بعض جگہ بے ذوقی کی جھلک بھی ہو گی۔ لیکن اُمید ہے۔ کہ یہ ساری چیزیں اس مضمون کی تیسری قسط میں اصلاحی پروگرام کی آب و تاب کا کام دیں گی اور اس وقت دونو پروگرام کا موازنہ کرنے پر مفید ترین اصلاحات کا انتخاب آسان نظر آئے گا۔

قارئین کرام! آج ہمیں مملکتِ خداداد کے محترم قافلہ سالار کی آوازِ درا پر نہایت اطمینان سے غور و خوض کرنا ہے۔ یعنی منصفانہ انداز سے اس پروگرام پر نظر ڈالنا ہے۔ جو افراد ملت میں ناموس وحدت فکری پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس کے اصول و ضوابط موجودہ زمانے کے تقاضوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کیا اس پروگرام کے آئینی جزئیات میں وہ بصیرتیں اور صداقتیں موجود ہیں۔ جن کی تدریسی اور انفرادی نفوذ کا یہ عالم ہو کہ افراد ملت کو نہایت آسانی سے ماحول کے پاؤں چھوڑ بھاگنے اور خود کو بھول بھلیوں سے نکال کر منزلِ مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکیں۔ لہٰذا اگر اس پروگرام میں بیداریٔ قوم اور دعوتِ عمل کا پیغام موجود ہو گا۔ تو ہم اس کو اپنا دستورِ حیات بنائیں گے اور سر آنکھوں پر جگہ دیں گے۔ لیکن اگر اس میں خواب آور افسانے اور قوم کے قوائے عمل کو بیکار کرنے والے عوارضات پائے جائیں گے۔ تو ہم اس کو بیک جنبشِ قلم حرفِ غلط کی طرح مٹا دیں گے۔ اور اپنی عزیز ملت کے سامنے وہ لائحہ عمل پیش کریں گے جو اس کو باقی زندہ اقوام کے دوش بدوش کھڑے ہونے میں ممد ثابت ہو۔

ریڈیو پاکستان کا پروگرام پاکستان کے جمہوریہ اسلامیہ ہونے کے لحاظ سے تلاوت قرآن مجید سے افتتاح پذیر ہوتا ہے۔ قرآن عزیز کی الہامی آواز ہر صبح کو سات بجے اپنی پوری سعادتوں کے ساتھ شہروں۔ قصبوں اور گاؤں کے گلی کوچوں میں گونجتی ہے۔ خدائے قدوس کا آخری پیغام جو رشد و ہدایت کے اعتبار سے آپ اپنی نظیر ہے۔ جب مصری و عربی لحن میں مسلمانان پاکستان کے کانوں تک پہنچتا ہے۔ تو ہم لوگ اپنے آپ کو چند لمحات کے لئے قرونِ اولیٰ کے قریب پاتے ہیں ہم مجلس میں نورانیت کی خفیف سے خفیف جھلک بھی محسوس ہوتی ہے۔ کلامِ ربانی کی نورانی صوت سے سرشار ہو جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ قرآن حکیم کی الہامی اور قدسی تاثیر سے مسلمان تو مسلمان کفارِ مکہ کو بھی انکار نہیں تھا۔ بلکہ ہم جہاں تک کہنے کی جسارت رکھتے ہیں۔ کہ قرآن حمید کا سحر حلال حیوانات۔ نباتات۔ اور جمادات پر بھی محقق و مسلم ہے۔ دل چاہتا ہے۔ کہ یہ لمحاتِ سعید گھنٹوں میں بدل جائیں۔ بلکہ ذوقِ سلیم کا تقاضا ہے کہ دل کی دنیا اس ملکوتی سرود کی روح پرور تانوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محو و مستغرق رہے ؎

شب وصال بہت کم ہے آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شبِ جدائی کا

قرآن خوانی کا یہ مبارک پروگرام افراد ملت کے قلوب میں مذہب اسلام کا وقار پیدا کرتا ہے۔ اور ہر روز ہمارے دلوں کو ایک تازہ عقیدت و ارادت کی نعمت نصیب ہوتی ہے۔ بعد ازاں درس قرآن کے چند لمحات ہماری تاریک زندگی میں نور کی گھڑیوں کا حکم رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کے حقائق و معارف نہایت عالمانہ مگر عام فہم انداز سے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ گویا کہ اشاعت کتاب اللہ کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے کہ ہم غیر شعوری طور پر اس وقت خداوند عالم کی بارگاہ قدس میں دست بدعا ہوتے ہیں۔ کہ الٰہی ہمارے آج کے تمام کاروبار میں خیر و برکت پیدا کر اور ہمیں اپنی پسندیدہ راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

خیر ہم ریڈیو پاکستان کے افتتاحی پروگرام پر اپنے واجب الاحترام وزیر اطلاعات و نشریات کو صد ہزار تحسین و آفرین کا مستحق سمجھتے ہیں۔

اب ملک کے مختلف گوشوں اور بیرونی ممالک کے متعلق خبروں کا نشریہ شروع ہوتا ہے۔ جو ہر لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ ملک کے سیاسی ماحول کا جائزہ۔ اقتصادی حالات کی آگاہی۔ ارباب حکومت کے عزائم کا اعلان۔ باقی کارہائے نمایاں کی اطلاع۔ ملک کی صنعت و حرفت اور پیداوار کے بھاؤ وغیرہ کی آواز کو ملک کے کونے کونے تک پہنچانا از بس ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے افراد ملت میں کاروباری بیداری تمدنی راہ و رسم کی پختگی۔ ذمہ داریوں کا پر خلوص احساس اور اجتماعی طور پر ملک کی ترقی اور فلاح کا جذبہ ہمیشہ تیز سے تیز تر ہوتا رہتا ہے۔ ملک کے مختلف گوشوں میں جرائم کا ارتکاب۔ اچھے اور برے واردات و حادثات۔ مخالفانہ سیاسی سرگرمیوں۔ ہمسایہ ممالک کے ساتھ عہد و پیمان کی توثیق و تنسیخ اور اسی طرح کے باقی نئے نئے واقعات کی خبریں جو موثق ذرائع سے معلوم ہوں۔ اُن کو افرادِ ملک تک پہنچانا ایک زندہ اور متمدن قوم کے ممیز اور مشخص نشانات میں سے ہے۔ لہٰذا ہم ایسے پروگرام کی اشاعت پر بھی اپنے اعلیٰ حسب والانسب وزیر اطلاعات و نشریات کو پبلک کی دلی مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہیں۔

مگر

خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

اب اس کے بعد زاہدہ سلطانہ قدم رنجہ فرماتی ہیں۔ اور سارے پاکستانی لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں مختلف آوازیں قارئین کرام کی ضیافتِ طبع کے لئے سپرد قلم کی جاتی ہیں:۔

قسمت بنانے والے ذرا سامنے تو آ

دوسری آواز:۔

آنکھوں میں بھر کے پیار کا ارمان لے چلے

تھوڑے سے وقفے کے بعد ایک اور قاصد جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور مسلمانانِ پاکستان کے سامنے نہایت دلربا سروں میں یہ ابیات الاپنے لگتی ہے

میری لگدی کسے نہ ویکھی
تے ٹٹدی نوں جگ جاندا۔ ہائے

اس کے فوراً بعد

مائیں میریئے نی مینوں وڑا جیا۔
تے دو گتاں کر میریاں

چند لمحات کے بعد نوجوان سامعین کے سامنے پاکستان کی عصمت۔ ملت اسلامیہ کی غیرت۔ خورشید بیگم تشریف لاتی ہیں۔ اور اپنے غیرت مند مجاہد بھائیوں کے خون حرارت کو گرمانے کے لئے نہایت طلسماتی انداز میں محو سرود ہوتی ہیں ؎

آنکھوں سے دور ہو کے دل سے نہ دور جانا
اُجڑے ہوئے چمن کی بن کے بہار آنا

حیران ہوں۔ کہ یہ رقص و سرود کی دنیا ہے۔ یہاں جگہ جگہ عیش و عشرت کی محفلیں قائم ہیں۔ شاید زندگی بھی ایسی ہی رنگ رلیوں میں شب و روز گذارتی ہیں۔

سنیئے۔ ایک اور عصمت مآب پاکستان کی حیادار کنواری لڑکیوں کو درس زندگی پیش کر رہی ہے ؎

راجہ کی آگئی برات - سہیلیوں کے ساز آنگن میں نا چو گی اب روشن آراء کا بڑی دیر سے انتظار ہو رہا تھا۔ پاکستان کے غازی بڑے بیقرار بیٹھے تھے۔ ایلو وہ بھی زینت دہ محفل ہوئیں۔ اور یار لوگ سوڈا واٹر کی دوکانوں پر سگار منہ میں لئے بیٹھے تھے۔ سارے کے سارے بے ساختہ پکار اٹھے۔

آمد آں یارے کہ ما مے خواستیم

طبلے کی تھاپ میں ایک دلربائی پیدا ہو گئی - اہل دل شہوانی لذت سے جھوم اٹھے - عجیب نشہ کا عالم ہے - کیوں نہ ہو - پیرس اور واشنگٹن کے بال روم اللہ محبتوں کو ترستے ہیں - ہاں - ہاں آزادی کے ثمرات ہیں - ایسے جشن ہم پاکستانیوں کا خاص ہی حق ہے -

اقبال مرحوم سچ فرما گئے ہیں ؎

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

سنئیے سازوں کی ترنم ریز آوازوں کے بعد روشن آراء کی نشیلی اور سرور انگیز آواز گونج اٹھی -

رجز یہ ملاحظہ ہو ؎

تو ر دے نی مائیں جیوں لے کے آیا چھٹیاں
چھٹیاں نے چھوڑ یاں ———

مسلمانو! حیف گر ایں پس امروز شود فردائے ما

خیر آگے سنئیے :-

پاکستان کے تمام امیر گھرانوں میں مغربی تہذیب کے پجاری موجود ہیں - بلکہ ریڈیو کی ہر دل عزیزی کا تو یہ عالم ہے - کہ شہروں میں اکثر مولوی وضع اہیر لوگ بھی اپنے گھروں میں یہ اعجوبہ روزگار رکھتے ہیں - اور ظاہری لحاظ سے اس میں چنداں قباحت بھی نہیں ہے - مگر مولوی صاحب تلاوت قرآن مجید سنتے ہیں - خبریں بھی بڑے غور سے سنی جاتی ہیں - مگر ادھر انہوں نے کھانا کھا کر دفتر یا دوکان کی راہ لی - اُدھر مولوی صاحبہ مع اپنی صاحبزادیوں کے ریڈیو کے گرد جمع ہو گئیں -

قربان جائیے - پاکستان کی دوشیزگان یہ رس بھرے گیت سن کر سراپا داستان نہ بن جائیں - تو صنعت آذری سے کیا حاصل -

سنئیے :-

ایک پاکستانی مجاہد جو ساری رات اپنی سرحد پر پہرہ دیتا رہا ہے - اپنی کسی بہن کو یوں خطاب کرتا ہے :-

سڑکے سڑکے جاندیئے مٹیارے نی
کنڈا نہ جا تیرے پیر بانجھیئے نلدے نی

وہ سرے سانس میں

مینوں پیار کسے دا ڈنگدا رہیا
ہیں نکل مرونوں دی سنگدا رہیا!

اس عاشق زار کے بعد ایک دیہاتی تلک

سہرت نوجوان دوشیزہ اپنے کسی عاشق کو اپنے سوز دروں کی بدیں الفاظ خبر دے رہی ہے - خود فرمائیے - کتنے پیارے اور اخلاق آموز جذبات ہیں یہ خمار کی دنیا - وا حسرتا! یہ مستی کا سماں - للعجب! یہ بہار کے دن - وا مصیبتا! یہ شباب کی باتیں اور ملاقات کی راتیں - الاماں!

ہو گئی آدھی رات - اب گھر جانے دے
ٹوٹے ہوئے گجرے بکھرے کیسے ساری بات
اب گھر جانے دے!

تھوڑے سے وقفہ کے بعد

تیرے کنڈلاں والے وال
میری وانگ ہو رہی چال!
زمانہ کرو اشک منڈیا!
میرے دل تک منڈیا!

ہائے! ہائے! آبادیوں میں ایک آنکھ بیدار تھی - مگر وہ بھی ۱۹۳۸ء سے لاہور کی شاہی مسجد کے قدموں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محو خواب ہو چکی ہے -

ورنہ :-

شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خون ہے یہ جوئے خوں ہے
طلوع فردا کا منتظر رہ - کہ دوش و امروز ہے فسانہ
اور اب میں کیا کروں! (اقبالؒ)

دشمنی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو - تو کلیمی ہے - کار بے بنیاد (اقبالؒ)

الٰہی! تیری ذات اقدس کی قسم! میری حیرت و سراسیمگی ممکن ہے - میرے دماغ کو مختل کر دے - لہٰذا اس حالت میں تیری رحمت سے عافیت طلب کرتا ہوں اور سوچنے لگتا ہوں کہ تیرے محبوب صادق الخبر پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا پیغام اولاد آدم کو کب سے پیش کر دیا ہے - وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن (ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) مگر ناہنجار مخلوق دنیاوی لذات میں پڑ کر اس ڈگر پر چل رہی ہے - جس پر بعثت پیغمبرؐ سے پہلے جا رہی تھی -

ہندوستان کی آزادی کے لئے ملک کے ہر فرد نے بلا امتیاز مذہب و ملت اپنی پوری جانفشانی اور ہمت و استقلال کا ثبوت دیا - ہمارے قومی مخلص رہنماؤں نے بر سوں نہایت ثابت قدمی سے مصائب کا سامنا کیا - اور جب مسلمانوں نے اپنے لئے پاکستان کا مطالبہ پیش کیا - تو بطل حریت شہسوار میدان سیاست - ناخدائے کشتی پاکستان حضرت قائد اعظم مرحوم نے کئی کئی راتوں تک بے خوابی کے ٹیکے لگوائے - تاکہ ہندو جیسی حریص اور مردم آزار قوم کے مقابلے میں خطہ ہند کے مسلمانوں کے مفاد کی پوری پوری حفاظت و صیانت کی جائے - المختصر خدا خدا کر کے جب ۱۵ ر اگست ۱۹۴۷ء کی گھڑیاں قریب آئیں تو ہماری آنکھوں نے کشت و خون کا وہ

ہولناک منظر دیکھا - کہ انسان تو انسان آسمان پر گدھ بیاں بھی دم بخود ہو کر رہ گئے - ہزاروں مسلم بچوں کو نیزوں پر مصلوب کیا - بے کس دوشیزگان کی عصمت دری کی گئی - مساجد تو قبرستان سمیت نذر آتش کیا گیا - ہماری ضعیف ماؤں کو بر چھیوں سے ذبح کیا گیا - نوجوانوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا - بہار اور مشرقی پنجاب کے میدان کئی دنوں تک ہماری لاشوں سے پٹے رہے - غرضیکہ گھر بار اجڑ گئے - قافلے لٹے - شہروں اور دیہاتوں میں وحشت و بربریت آگ بن کر پھیلی - سفاکی اور درندگی کی انتہا ہو گئی - اور آسمان و زمین کے بسنے والے نہایت اضطراری سے چلا اٹھے - اس وقت پروردگار عالم کی طرف سے آواز آئی (میرے بندے پاکستان میں جا کر پناہ لو)

اور آج جبکہ ہماری ہزاروں بہنیں بیٹیاں اور مائیں قرآن مجید کی حافظ سکھوں اور ہندوؤں کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنی ہوئی ہیں - قربانی کا گوشت پکانے والیاں سؤر کا گوشت پکا رہی ہیں - عفیفہ اور ضعیفہ مائیں جن کی چھاتیوں سے ہم نے دودھ پیا تھا - ضعیفی کی گرانباری کے باوجود ہندو گھروں میں بھنگنوں کی زندگی بسر کر رہی ہیں (میرے مہاجر اور انصار بھائیوں ذرا غور کرو) ہائے ہائے ———

آسمان ٹوٹ پڑے - زمین پھٹ جائے پہاڑوں کے پہلو پیس ڈالیں - غاروں کے جہنم نکل جائیں - قہر و غضب کی بجلیاں آبادیوں کو جلا کر خاکستر کر دیں - زلزلے نظام عالم کو زیر و زبر کر دیں - اور کائنات ہستی کا ذرہ ذرہ نہنگ و اژدھا بن کر لپک پڑے - اگر ہم اب بھی عیش و عشرت میں پڑ کر ۱۹۴۷ء کے ایام خونین کو بھول جائیں اور اپنی ماؤں - بہنوں اور بچیوں کو فراموش کر دیں - ہمارا آرام کی نیند سونا حرام - ہمارا کھانا زہر اور ہمارا لطف زندگی تلخ - جونا گڑھ چھن گیا - حیدر آباد تاخت و تاراج ہوا - کشمیر کی جنت نظیر وادیوں پر دشمن آہنی چنگل پھیلا رہا ہے - ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کو زبردستی شدھی کا زہر ہلاہل پلایا جا رہا ہے - ملیشیا کا دل یعنی دولت افغانستان راہ اخوت سے ہٹ چکی ہے - ترک غیر جانبداری کا شکار ہو گئے ہیں - عرب اپنے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں - اور اس پر طرہ یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے اپنی جوع الارضی کے سبب جہنم کی طرح

ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کے نعرے لگا رہے ہیں کہ کوئی جرم ضعیفی نظر آئے تو ہڑپ کر جائیں ؎

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

ان حالات کے پیش نظر قوم میں عیاشی - آسانی - بیجا مذاق - رقص و سرود - موسیقی - صدرت گری - افسانوی فضا - شہوانی جذبات کی انگیخت کا سامان - خلاف سوز گیت ٹھمریاں - ہلکے پھلکے گانے - بیہا - بولیاں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مسلمان کی ترقی کا راستہ

قرآن مجید کی روشنی میں

از جناب حکیم شمس الدین احمد صاحب قریشی ٹیکسلا

ابن آدم نے اپنی قوتیں اور وسائل مادی ترقی و عروج کے لیے لگا رکھی ہیں۔ اور اس دوڑ دھوپ میں فائز و کامران بھی ہو رہا ہے۔ چنانچہ آج برسوں کی مسافتیں دنوں میں اور دنوں کی منٹوں میں طے کی جا رہی ہیں۔ ریاح و بخارات پانی اور آگ کے امتزاج سے عجیب و غریب ایجادات منصۂ شہود پر آ رہی ہیں۔

تسخیر کائنات کے لئے افراد اور جماعتیں جد و جہد کر رہی ہیں۔ مال و ثروت، جاہ و جلال اور تمکن فی الارض کے لئے رسہ کشی جاری ہے۔ اس مسابقت میں مسلمان اور کافر سبھی شریک ہیں۔ اور ہر فریق ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ مگر مسلمان اس مسابقت میں ناکام رہ رہا ہے۔ یہ عروج و ترقی کی سعی کرتا ہے۔ مگر اسے قعر مذلت میں گرا دیا جاتا ہے۔ یہ عزت اور افتخار کی اوج ثریا کے حصول کے لئے جد و جہد کرتا ہے۔ مگر اس پر ذلت و پستی کو سوار کر دیا جاتا ہے۔ اس کے زعماء و لیڈر، اس کے قائدین و مفکرین بہتیرے سر پاؤں مار رہے ہیں، مگر کچھ بن نہیں پاتا۔ ان کی سوچ و بچار نے ہمیشہ بجائے تریاق کے زہر ہلاہل کا کام کیا۔ ان کے ناخن تدبیر نے گرہ کشائی کے لئے جب ہاتھ پھیلایا، الٹا گرہ ہوں کا اور اضافہ ہوا۔ — فقط پاکستان ہی نہیں بلکہ تمام مسلمان ممالک اسی پریشانی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

آخر اس کا سبب کیا ہے۔ ارباب حل و عقد میں سے ہر شخص اپنے ذہن و فکر کے مطابق مختلف اسباب و علل پیش کرتا ہے۔ بلکہ ہر گروہ کی طرف سے اس مشکل کو حل کرنے کے لئے بھانت بھانت کی بولیاں بولی جا رہی ہیں۔ مگر قرآن مجید کی طرف کوئی نہیں آتا۔ الحمد للہ کہ کتاب ہدایت (القرآن الحکیم) نے اس سلسلے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی کہ ہم کسی اور لیڈر وغیرہ کے محتاج ہوں۔

قرآن مجید کی راہ نمائی

قرآن حکیم کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان اور کافر دونوں گروہوں کے لئے ترقی کے الگ الگ راستے ہیں۔ ایک کے لئے دنیوی فوز و فلاح اگر مشرقی سمت میں ہے تو دوسرے کے لئے مغربی میں۔ یک نے اگر عروس مراد کو شمالی جہت سے پایا ہے تو دوسرے نے جنوبی سے۔

کافر کی ترقی کا راستہ

کافر کے پیش نظر فقط یہی دنیوی زندگی ہے جس نے اس میں عیش و عشرت کو پا لیا۔ وہ کامیاب ہو گیا اور جو اس سے محروم ہوا وہ ناکام ہو گیا تو اس گروہ کے لئے کفر اور کامل کفر ہی تحصیل مراد کا ذریعہ ہے ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ (سورہ انعام ع ۵)

(ترجمہ: - جب (حضرت انبیاء کی لائی ہوئی تعلیم) وہ دیکھ کر وہ جان بوجھ کر بھلا بیٹھے تو ہم (خدا) نے بھی ان رسی ڈھیلی کر دی اور (دنیوی ساز و سامان کی) ہر شے کے دروازے ان پر کھول دئے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس (ساز و سامان) کے ملنے پر خوب مگن تھے، تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا، جس پر وہ ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔ (اور کچھ بنائے نہ بنی)

اس گروہ کے لئے عیش و عشرت مال و منال کے تمام دروازے کھول لینے کا راستہ انبیاء کرام کی نصیحت کو فراموش کر دینا قرار دیا ہے اور واقعی آج کافر قوموں کے لئے اللہ تعالےٰ نے ناز و نعمت کے بری و بحری دروازے کھول دئے ہیں، مگر ساتھ ہی اس معاملہ کو بھی واضح فرما دیا کہ جب یہ قومیں ناز و نعمت میں فرحاں و مگن ہو جاتی ہیں، تو پھر ایسی پکڑ آتی ہے کہ یہ ترقی کے ایک ایک سامان سے ناامید ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے سامان ترقی کی کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہوتی جو عذاب الٰہی کے سامنے روکاٹ بن سکے۔

دوسرے مقام پر فرمایا کہ جس کا مطمح نظر فقط دنیا ہی ہو آخرت سے اسے کوئی سروکار نہ ہو۔ تو اسے دنیا اور اس کے سامان زینت سے متمتع ہونے کا پورا موقع دیا جاتا ہے۔ اور اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی جاتی ارشاد ہوتا ہے:۔

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ

(ترجمہ) جو کوئی دنیا کی پست زندگی اور اس کی رونق ہی کا ارادہ کر لیتا ہے تو ہم دنیا کی حد تک اس کے اس ارادہ پر مبنی کاموں کو بھی پورا پورا کر دیتے ہیں۔ اور کوئی کمی و کسر نہیں رہنے دیتے)

ایک تیسرے مقام پر پوری وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اگر کافر گروہ کے مقابل مومن گروہ کے ترک ایمان کا خیال نہ ہوتا تو اس کافر قوم کے لئے سیم و زر کی اتنی فراوانی کر دی جاتی کہ ان کے مکانات کی چھتیں چاندی کی ہوتیں اور سیڑھیاں اور دروازے سونے کے۔

وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ وَزُخْرُفًا (سورہ زخرف)

(ترجمہ: - اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہو جائیں سب لوگ ایک دین پر، تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے ان کے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں اور سونے کے

مسلمان کی ترقی کا راستہ

مسلمان کا معاملہ کافر سے بالکل مختلف ہے اس کے ہاں دنیا کا مقام ما الحیوۃ الدنیا الا متاع سے زائد نہیں۔ اس کے لئے زندگی و حیات کہلانے کی مستحق فقط دنیا نہیں بلکہ اِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ہے۔ اسے جو راستہ آخرت میں کامیابی و فلاح کا بتایا گیا ہے اسی راستے سے اس کی یہ متاع قلیل والی چند روزہ حیات بھی سنور سکے گی۔

ایمان اور عمل صالح

مومن کے لئے عروج و ترقی کا تمام دار و مدار ایمان و عمل صالح اور متقیانہ طرز زندگی پر ہے۔ آخرت کی کامرانی سے ہمکنار ہونے کے لئے راستہ متعین کرتے ہوئے حکم ہوتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (سورۃ ہود)

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں جنت کے رہنے والے اور وہ اسی میں سدا رہیں گے۔

اس سلسلہ میں سینکڑوں آیات پیش کی جا سکتی ہیں مگر طوالت کے خوف سے صرف ایک پر اکتفا کریں گے۔

دنیوی ترقی

قرآن حکیم نے آخرت کی فلاح کا راستہ بتلانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دنیوی ترقی و سربلندی کے اونچے مینار تک رسائی کا واضح راستہ بھی متعین کر دیا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

(ترجمہ:- ان بستیوں والے اگر ایمان وتقویٰ کی راہ پر چلتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کرتوتوں کی سزا میں ان کو پکڑ لیا۔)

ان آیات میں اس حقیقت سے پردہ نقاب کشائی کی گئی ہے کہ کفار کی ترقی کا راستہ کفر اور انبیاء کرام کی تعلیم وتذکیر کو فراموش کر دینے میں ہے۔ اور مومن ومسلم کی ترقی ایمان وتقویٰ والی زندگی کے اختیار کرنے میں ہے۔ متذکرہ آیات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اب صاف فیصلہ کرنا چاہیئے۔

فیصلہ کن مرحلہ

اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ قرآن مجید ایک سچی کتاب ہے اور اس کا اعلان صداقت ہی معیار حقانیت اسلام ہے۔ اس کتاب کے منزل من اللہ ہونے پر ہمیں ایمان ہے۔ اور اگر کسی شخص کو صداقت قرآن مجید میں ادنیٰ تامل تک ہو تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ اپنے منہ سے بلند بانگ دعاوی کرتا رہے۔ اس کتاب نے ترقی کے دو راستے بیان کئے ہیں۔ ایک میں کفر ذریعہ ترقی ہے اور دوسرے میں ایمان وتقویٰ۔ اب ہمیں فیصلہ کرنا چاہیئے کہ ہم نے کس راستے سے ترقی کی منازل طے کرنی ہیں۔

مسلمان لیڈروں سے

ہم ممالک اسلامیہ کے تمام برسر اقتدار وامیدوار لیڈروں سے ہماری درخواست اور اپیل ہے کہ خدارا سوچئے؟ تمہیں خدا نے مسلمان قوم کی قیادت وراہنمائی کا موقع دیا ہے۔ اگر آپ ایمانداری اور اخلاص سے اس قوم کو سربلند ومعزز دیکھنا چاہتے ہیں، تو اس کی ترقی کا راستہ ایمان وعمل صالح اور اتباع سیدالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بند کر دیا گیا ہے۔ اور اگر آپ اسے غیر مسلم اقوام (امریکہ، برطانیہ، روس اور فرانس) کے ترقی والے راستے پر چلاتے ہوئے اوج بلندی پر پہنچانے کی بے کار سعی جاری رکھیں گے، تو یہ قوم الٹی اور قعر ذلت میں گرے گی۔ چنانچہ اس وقت تمام اسلامی ملکوں میں یہی ذلت کی تصویر عزت وافتخار کی کوششوں کے باوجود دیکھنے میں آ رہی ہے۔

خصوصیت سے!

پاکستان کے برسر اقتدار طبقے سے ہم خاص طور پر عرض کریں گے کہ ہمارا ملک ایک انتہائی نازک مقام پر کھڑا ہے۔ دنیا کی نگاہیں اس کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ آیا اس خطہ ارض پاک کو جس قانون رحمت کے چلانے کے لئے الگ کیا گیا تھا اور جس کے حاصل کرنے میں لاکھوں جانیں کٹیں، ہزاروں عصمتیں لٹیں اور کروڑوں کی املاک تباہ ہوئی، موقع ہاتھ لگ جانے کے بعد قانونی رحمت کے لئے فیصلہ ہوتا ہے یا کہ انگریز کے بنائے ہوئے قانون

گناہ پر اصرار نہیں ہونا چاہیئے

(از جناب مولانا خدا بخش صاحب خطیب جامع مسجد لاہور)

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ٥

ترجمہ:- اور وہ لوگ جب بے حیائی یا ظلم کریں جانوں اپنی پر تو یاد کریں اللہ تعالیٰ کو پس بخشش مانگیں واسطے گناہوں اپنے کے اور کون بخشتا ہے گناہوں کو مگر اللہ تعالیٰ اور ضد نہ کریں اوپر اس چیز کے حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ جب ان سے غلطی ہو جاتی ہے تو اصرار نہیں کرتے بلکہ تسلیم کر لیتے ہیں غلطی ہونے کے باوجود ضد کرنا شیطانی کام ہے شیطان کا ضد کرنا ملاحظہ کریں۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ٥ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ٥ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ٥ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ٥ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ٥ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ٥ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ٥ (سورہ ص رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ:- جس وقت تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں انسان کو مٹی سے۔ پس جس وقت درست کر دوں اس کو اور پھونکوں اس میں اپنی روح میں سے پس گر پڑو اس کو سجدہ کرتے ہوئے پس سجدہ کیا سب فرشتوں نے مگر ابلیس نے تکبر کیا اور تھا وہ کافروں سے۔ اللہ نے فرمایا۔ اے ابلیس تجھ کو کس چیز نے منع کیا کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ بنایا میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے کہا میں بہتر ہوں اس سے پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے۔ کہا۔ پس نکل ان آسمانوں میں سے پس تحقیق تو راندہ گیا ہے۔ شیطان نے سجدہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کیا اور اپنی غلطی پر مصر ہوا۔ جس کی وجہ سے مردود ہوا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جہاں عدل وانصاف ومساوات میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ وہاں یہ چیز بھی قابل حیرت ہے کہ اپنی غلطیوں کے تسلیم کرنے میں کسی قسم کی ضد نہ کرتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ تفاسیر میں موجود ہے:-

قَالَ رَكِبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْبَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَا اِكْثَارُكُمْ فِيْ صَدَاقِ النِّسَاءِ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَالصَّدُقَاتُ فِيْمَا بَيْنَهُمْ اَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَمَا دُوْنَ ذٰلِكَ مَا ذَا اَوْ رَجُلٌ فِيْ صَدَاقِ امْرَأَتِهٖ عَلٰى اَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ نَزَلَ فَاعْتَرَضَتْهُ امْرَأَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ نَهَيْتَ النِّسَاءَ عَلٰى اَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ وَاَيُّ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ٥ فَقَالَ اللّٰهُمَّ غُفْرًا كُلُّ النَّاسِ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ ثُمَّ رَجَعَ فَرَكِبَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ اَنْ تَزِيْدُوا النِّسَاءَ فِيْ صَدُقَاتِهِنَّ عَلٰى اَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَمَنْ شَاءَ اَنْ يُّعْطِيَ مِنْ مَّالِهٖ مَا اَحَبَّ (ابن کثیر)

ترجمہ:- کہا راوی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر چڑھے پھر فرمایا۔ اے لوگو کس چیز نے تمہیں زیادہ کر دیا ہے عورتوں کے مہر کرنے میں۔ اور تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی اور مہر ان کے درمیان چار سو درہم۔ پس نہیں تھا اس کے علاوہ کیا

لعنت ہی کو مسلط رکھا جاتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارا برسر اقتدار طبقہ اس موقع پر قوم کی امیدوں کی بھری ہوئی ناؤ کو غرقاب کرنے کی بجائے ہوشمندی کا ثبوت دے گا۔ اور اسے ساحل مراد پر پہنچا کر دین ودنیا کی کامرانی حاصل کرے گا۔ ورنہ ؎

اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبیں گے سارے
نہ تم بچ سکو گے نہ ساتھی تمہارے

اس ملک کے اگر تم سچے بہی خواہ ہو اور اسے داخلی وخارجی فتنوں سے بچانا چاہتے ہو تو جلد از جلد اسلامی قانون نافذ کر دو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار!

بات ہے کہ آدمی عورت کا مہر چار سو درہم سے زیادہ کرے۔ کہا۔ ہاں۔ پھر اترے منبر سے۔ پس اعتراض کیا ایک قریشیہ عورت نے۔ کہا اے امیر المومنین آپ نے منع کیا ہے۔ چار سو درہم سے زیادہ مہر کرنے میں۔ کہا۔ ہاں۔ عورت نے کہا کیا نہیں سنا جو نازل فرمایا اللہ تعالے نے قرآن میں کہا وہ کیا ہے۔ پس کہا۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اور دیا تم نے ایک کو ان میں سے خزانہ پس مت لو اس میں سے کچھ۔ کیا لوگے تم اس کو از روئے بہتان اور گناہ ظاہر کے۔ پس کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ بخشش کر۔ ہر آدمی بہت زیادہ سمجھ دار ہے عمرؓ سے۔ پھر واپس ہوئے اور منبر پر سوار ہوئے اور کہا اے لوگو! بے شک میں نے تم کو منع کیا تھا چار سو سے زیادہ عورتوں کے مہر کرنے میں۔ پس چاہے دے اپنے مال میں سے جو پسند کرے۔

اسی واقعہ کو مولانا حالی مرحوم نظم میں فرماتے ہیں ؎

سعادت بڑی اس زمانہ کی یہ تھی!
کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خموشی
نہ لگتی تھی حق کی انہیں بات کڑوی
غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا
خلیفہ سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

یہ تھا خیر القرون قرنی کا زمانہ جو کہ سیدنا عمر فاروقؓ جیسے بزرگ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ اگر ان کی جگہ موجودہ دور کا کوئی امام مسجد ہوتا تو ہرگز اپنی غلطی تسلیم نہ کرتا۔ قرآن کی تلاوت غلط کرنے پر آپ کچھ کہیں تو جواب ملے گا کہ تیس سال سے پڑھتے پڑھتے قرآن پختہ ہو گیا ہے۔

دوسرا واقعہ ملاحظہ فرماویں کہ جس وقت خلیفہ ولید بن عبدالملک تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے ایک خوشامدی واعظ نے یہ خوشخبری سنائی کہ خلیفہ سے جو غلطی صادر ہو گرفت نہیں کی جائے گی۔

اس خوشخبری کا علم ایک عالم کو ہوا۔ تو وہ خلیفہ کے پاس آ کر کہا۔ کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ خلیفہ ہر ایسوں سے بری الذمہ رہے۔ سنئیے تم صرف خلیفہ ہو ایک شخص کا قصہ سنو جو خلیفہ بھی ہے اور نبی بھی ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالے کس قدر وعید سناتے ہیں ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے۔ حق تعالے فرماتے ہیں:۔

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ٥

سورۃ ص رکوع پ ۲۳)

(ترجمہ:۔ اے داؤد تحقیق ہم نے تجھ کو زمین میں نائب بنایا ہے۔ پس حکم کر لوگوں کے درمیان ساتھ حق کے اور مت پیروی کر خواہش نفس کی پس گمراہ کر دے گی تجھ کو راہ خدا سے تحقیق جو لوگ کہ گمراہ ہو جاتے ہیں اللہ کے راستے سے واسطے ان کے عذاب ہے سخت بسبب اس کے کہ وہ بھول گئے دن حساب کا۔ جس وقت خلیفہ ولید نے قرآن سنا کہنے لگے کہ مجھ سے غلطی ہوتی آجکل حال ہی دگرگوں ہے ؎

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں!
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغؒ تھے۔ خلیفہ صاحب قوالی نہیں سنتے تھے۔ مرشد صاحب سنتے تھے کسی نے کہا کہ حضرت صاحب سنتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا من در طریقت مرید ہستم نہ کہ در شریعت (ترجمہ:۔ میں طریقت میں مرید ہوں نہ کہ شریعت میں) اسی شخص نے مرشد صاحب سے نقل کر دیا۔ انہوں نے فرمایا سچ کہا ہے۔ مُصر نہیں ہوئے۔ یہ مومن کی نشانی ہے۔

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نکاح بیوگان کے بارے میں تقریر فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ آپ کی ہمشیرہ بیوہ بیٹھی ہیں پہلے ان کا نکاح کرو۔ پھر دوسروں کی فکر کرو۔ مولانا شہیدؒ اپنی ہمشیرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی تمہاری وجہ سے مجھ پر لوگ اعتراض کر رہے ہیں ہمشیرہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں ضعیف العمر ہوں۔ لیکن اگر میری وجہ حضور اکرم کی سنت زندہ ہو رہی ہو تو میں تیار ہوں مولانا عبدالحیؒ سے عقد ثانی کر دیا۔ مصر نہ ہوئے۔

اپنی خطا کو تسلیم نہ کرنے میں انسان دو خطاؤں کا مجرم بن جاتا ہے ایک غلطی۔ دوسرے ضد۔ یہی ضد بربادی کا سبب بن جاتی ہے جس شخص کے دل میں خوف خدا ہوگا۔ وہ ہرگز ہرگز اس قسم کی جرأت نہیں کرے گا کہ اپنی غلطی ہونے کے باوجود اپنے کو مبرا ثابت کرے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ دعا کریں کہ اللہ تعالے ہمیں اپنی غلطی کو تسلیم کرنے اور ضد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

بقیہ ریڈیو پاکستان کے پروگرام پر نقادانہ تبصرہ

(صفحہ ۱۱ سے آگے)

اُٹھے۔ رقاصہ کے پازیب کی جھنکار اور باقی اسی طرح کے حیا سوز ڈراموں اور ناولوں کو نشر و اشاعت کا موقعہ دینا افراد قوم کو قعر ہلاکت میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ ایسا پروگرام ہماری تیز دھار حریت کے لئے زنگار ہے۔ یا ہماری بیدار قوم کے لئے نشہ آور دوائی کا حکم رکھتا ہے۔ فلمی گیتوں میں قوم کی ذلت اور ابدی تباہی کا سامان ہے۔ ہمارے یہ شام و سحر ہماری تاریخی روایات (ہر آنکہ گشتہ نشد از قبیلہ ما نیست) کی تکذیب کرتے ہیں۔ فحش لٹریچر اور لچر و پوچ خیالات کی اشاعت مجاہدین ملت کو نسوانی ڈھب پر لانے کی راہیں ہیں۔ اور ان نوجوانوں کو جن کے متعلق حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم فرما گئے ہیں "نوجواناں چہ زناں مشغول تن" عنقریب خرابیات سنا کر دائمی مدہوشی میں مبتلا کرنا قرین مصلحت نہیں۔ یاد رہے۔ ہم بفضلہ رقص و سرود زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر فلمی گانوں کی دلدادگی کا نام ناموس وحدت فکری ہے۔ تو مبارک ہو۔ تمام افراد قوم ایک مرکز پر آ چکے ہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ اکبر الہ آبادی آج زندہ ہوتا۔ تو ضرور اپنے شعر کو ان الفاظ میں بدل دیتا

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس۔ کہ فرعون کو فلموں کی نہ سوجھی

وہ قوم بڑی بد نصیب ہے۔ اور اپنے ہاتھوں اپنی قبر آپ کھود رہی ہے۔ جو اپنے اقبال جیسے الہامی مفکر کے سیاسی نکات کی قدر نہ کرے۔ اقوام کے ارتقا اور انحطاط کا نقشہ صرف ایک مصرعہ میں پیش کر گئے ہیں ؎

شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

لہذا ہمیں حق حاصل نہیں ہے کہ ہم کشمکش حیات میں طاؤس و رباب کو اول لائیں۔ اور پھر زندگی کی تمنا بھی کریں ع

این خیال است و محال است و جنوں

علامہ اقبال مرحوم کی قبر پر کروڑوں رحمتیں برسیں فرما گئے ہیں ؎

اگر نوا میں ہے۔ پوشیدہ موت کا پیغام
حرام میری نگاہوں میں نائے و چنگ و رباب

آخر کار اس قسط کے خاتمے پر میں اپنے باوقار والا تبار جناب وزیر اطلاعات و نشریات کی خدمت اقدس میں اپیل کروں گا کہ وہ اپنے ہر روز کے پروگرام میں مسلمان قوم کی گذشتہ اخلاقی اور غازیانہ روایات کو پیش نظر رکھیں۔ اور نونہالان پاکستان میں حریت پسندی۔ بیباک شجاعت۔ سرفروشی۔ پاکیزگی قلب و نظر۔ عزم و استقلال۔ محنت پژوہی۔ جذبہ اخوت۔ ملک دوستی اور خدمت خلق کے اوصاف حمیدہ پیدا کرنے کی سعی جمیلہ فرمائیں۔ کیونکہ ہم بفضل ایزد متعال حاکم ہیں محکوم اور غلام نہیں ہیں۔ اور حکومت کی باگ ڈور ہمیشہ کھرے ہاتھوں میں ہی رہ سکتی ہے۔

ہزاروں کام ہیں مردان حُر کو دنیا میں
اُنہی کے سوزِ عمل سے ہیں ملتوں کے نظام

دوسرے مقام پر یوں درس شجاعت دیتے ہیں ؎

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ

انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب تیسری قسط میں اصلاحی پروگرام پیش کیا جائے گا۔ آج کی قسط میں چند خون کے آنسو ہیں۔ جو افراد وطن کی بے راہروی پر بہائے گئے ہیں۔

سفرنامۂ حرمین الشّریفین

(۲۶)

مکّہ معظّمہ سے مدینہ منوّرہ

(از خان عبدالحمید خان آف فیروز سنز لاہور)

جدّہ ائیرپورٹ

مکّہ معظّمہ سے سیدھے جدّہ ائیرپورٹ پہنچے متواتر چھ گھنٹے ہوائی ٹکٹ جو ہم نے پہلے ہی پاکستان سے خرید رکھے تھے۔ ہاتھ میں لئے اہلکاران متعلقہ کی طرف بڑھاتے رہے تاکہ وہ درج کر کے مدینہ طیبہ کے لئے سیٹیں ریزرو کر دیں۔ لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ نفسی نفسی کا عالم تھا۔ کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ تھا۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ اُسے سیٹ مل جائے۔ لیکن اہلکاران کا یہ عالم تھا کہ جواب تو درکنار سر اٹھا کر دیکھنا بھی کسرِ شان سمجھتے تھے۔ آخر ایک عیسائی مسٹر گرنڈی چیف اکاؤنٹنٹ نے ہمارے ٹکٹ دیکھ کر تین تین سو ریال فی کس اور طلب کئے۔ پوچھنے پر بتایا کہ پہلے کم کرایہ چارج کیا گیا ہے۔ توفیقِ ایزدی شاملِ حال تھی کہ یہ مرحلہ بھی آسانی سے طے ہو گیا۔ خدا ان مخلص دوستوں کا بھلا کرے جو ہمیں یورپ اور اسلامی ممالک کے سفر کے دوران میں معتدبہ رقوم دیتے چلے گئے۔ اور وافر روپیہ ہر وقت ہمارے پاس رہا۔ ورنہ ہمارا مدینہ منورہ پہنچنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور تھا۔ رقم ادا کر کے ٹکٹ بنوائے اور پھر اہلکاران متعلقہ کے گرد ہوئے کہ سیٹیں ریزرو کرائیں۔

پاسپورٹ پر وکیل معلم کی مُہر

لیکن جب ٹکٹ اور پاسپورٹ کلرک متعلقہ کو دیئے تو اس نے بتایا، کہ ان پر وکیل معلم کی مُہر ہونا ضروری ہے۔ اب کیا تھا، فوراً ایک ٹیکسی کرایہ پر لے کر واپس وکیل کے دفتر کی طرف روانہ ہوئے۔ دفتر میں ہو کا عالم تھا۔ صرف ایک کارکن سویا ہوا وہاں ملا۔ ڈرتے ڈرتے اُسے جگایا اور حرفِ مطلب زبان پر لائے۔ اس نے سُنی اَن سُنی ایک کر دی لیکن جب دس ریال کا ایک نوٹ نذر کیا تو بصد ناز انگڑائی لے کر اُٹھ کھڑا ہوا ؎

اے زر تو خدا نہ ای ولیکن بخدا
ستّارِ عیوب و قاضی الحاجاتی

تین پاسپورٹ درج کرنے اور ان پر مہریں لگانے میں جو زیادہ سے زیادہ پانچ سات منٹ کا کام تھا۔ اس نے ہمیں دو گھنٹے حیران کھڑے رکھا جس سے بڑی روحانی کوفت ہوئی۔ مکّہ معظمہ میں معلم کے صاحبزادے نے ہمیں بالکل یہ نہ بتایا کہ یہ پاسپورٹ ان کے وکیل جدّہ کے دفتر میں درج ہوں گے اور ان کی مُہر ان پر ثبت ہونا لازمی ہے۔ واقعی یہ لوگ حجاج کے ساتھ ظالمانہ کیا وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ہم تو صرف شیطان ہی سے پناہ مانگتے ہیں۔ لیکن میرا مخلصانہ مشورہ عازمین حج کی خدمت میں یہ ہے کہ جہاں وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھیں تو اس پر و معلّمین الحجاج کا اضافہ بھی ضرور کر لیا کریں۔

کھڑے پیر کا روزہ

وکیل معلم کے کارندے نے تو پریشان کرنا ہی تھا۔ لیکن ٹیکسی والے نے بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور ائیرپورٹ واپس آکر نذرانہ وصول کرنے میں پوری قوت صرف کر دی۔ اب سیٹیں ملنے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن پھر بھی صبح سے کھڑے کھڑے عصر کے قریب ہوائی جہاز میں جگہ ملی۔ پورے بیس گھنٹے کھڑے پیر کا روزہ رکھا۔ چند بسکٹ اور پانی کے گھونٹ پر گزارہ کیا۔ جس قدر تکلیف اور پریشانی جدّہ ائیرپورٹ پر ہوئی وہ بیان سے باہر ہے ؎

اس بزم میں مجھ سے کہتے ہیں موقع کے مطابق بات کرو
اور ہم نے یہ دل میں ٹھانی ہے یا دل کی کہیں یا کچھ نہ کہیں
(اکبرؔ)

مدینہ طیّبہ کا ہوائی اڈّہ

ہوائی جہاز نے پرواز شروع کی تو گنبدِ خضرا کا تصوّر کچھ اس طرح غالب ہوا کہ معلّم اور اس کے متعلقین کی چیرہ دستیاں اور جدّہ ائیرپورٹ کے اہلکاران کا نامناسب برتاؤ سب یکسر محو ہو گیا۔ اب ایک ہی خیال تھا کہ حضورؐ کے آستانہ پر جلد سے جلد سرِ نیاز جھکائیں۔ خدا خدا کر کے مدینہ شریف کے ہوائی اڈے پر آ اُترے۔ ہوائی اڈّہ کیا ہے ایک لق و دق میدان ہے۔ جہاں نہ کوئی مکان نہ سایہ۔ صرف دو چھوٹے سے خیمے لگے ہوئے ہیں۔ جن میں ایک میں جہاز کے مسافروں کو دھوپ سے قدرے بچاؤ کرنے کے کام آتا ہے اور دوسرا شامیانہ اہلکاروں کے لئے۔

نئے شکاری

کافی انتظار کے بعد ایک لاری میں لادے گئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد مدینہ طیّبہ کے آثار نظر آئے۔ دلوں کو قدرے ڈھارس ہوئی۔ ابھی لاری کھڑی بھی نہ ہوئی تھی کہ مسافروں سے زیادہ معلّمین کے ایجنٹ چیلوں کی طرح دندان آز تیز کئے ہماری طرف بھیجے ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی

طبیعت بڑی پریشان ہوئی۔ مگر ہمارے بس کی کوئی بات نہ تھی۔ بہتیرا چھٹکارا کرانا چاہا۔ بہانے بنائے کہ ہم مدرسہ میں ٹھہریں گے لیکن غلام حیدر معلّم کے چیلے نے ہماری کوئی بات نہ سُنی کہ پنجاب کا حاجی ہمارے سوائے کہیں اور نہیں جا سکتا ایک ٹیکسی لے کر معلّم کے گھر پہنچے۔ جہاں سے وہ ہمیں ایک مکان پر لے گیا کہ یہ میرا ملکیتی نہیں ہے آپ کے بھائی ڈاکٹر عبدالوحید بھی گزشتہ برس اسی میں ٹھہرے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آخر ایک کمرہ ہفتہ بھر ٹھہرنے کے لئے ایک سو ریال پر لیا گیا۔ تین چارپائیاں ایک ریال فی چارپائی یومیہ کے حساب پر۔ دوسرے روز معلوم ہوا کہ یہ مکان آپ ہی کی ملکیت ہے۔ میں نے مبارک دی۔ مگر وہ ایسی باتوں کو دھو پی چکے ہیں

روضۂ اطہر کی زیارت

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

پانی منگا کر غسل کیا اور روضۂ اطہر کی طرف چل دیئے۔

نقشہ ترتیب زیارت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حدود شہر مدینہ شریف

۱۔ روانگی از مکہ
۲۔ مدینہ شریف کا قرب
۳۔ دروازہ شہر
۴۔ باب السلام
۵۔ روضہ
۶۔ روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۷۔ روبرو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ
۸۔ روبرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۹۔ روبرو پر دو حضرات رضی اللہ عنہما
۱۰۔ روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۔ ستون ابولبابہ
۱۲۔ روضہ
۱۳۔ منبر
۱۴۔ ستون معلق یا ستون حنانہ
۱۵۔ قیام گاہ

ا۔ مزار مطہر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
ب۔ مزار شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
ج۔ مزار شریف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
د۔ محراب نبوی
ر۔ منبر اقدس
س۔ منبر سلطانی

نوافل، سلام اور دعاؤں سے فارغ ہو کر قدسی کی وہ نعت پڑھی جسے اکثر اپنے اوراد میں شامل رکھتا ہوں۔

نعت

مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بو العجبی

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
بہتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
رحم فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

عاصیانیم ز ما نیکی اعمال مپرس
سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

خداتعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے یہاں حاضری کی سعادت مرحمت فرمائی۔ جس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّکَ الْعَظِیْمِ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ؕ

"اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کے بلند مرتبے کے بارے میں اور اگر وہ (گنہگار) ظلم کریں اپنی جانوں پر دیکھ آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے معافی چاہیں اور معافی چاہے ان کے لیے پیغمبر تو وہ پائیں گے اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا۔"

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کا قدیمی نام یثرب تھا جس کا ذکر پرانی تاریخی کتب میں مرقوم ہے۔ فراعنہ مصر کے زمانہ میں شام۔ کنعان۔ مصر سے قافلے جو یمن اور جنوبی عرب کی طرف تجارت کا سامان لے کر جاتے تھے اسی شہر سے ہو کر گزرتے تھے۔ حبشہ اور جنوبی مصر کے لوگ بھی عراق اور شام کی طرف جاتے ہوئے یہاں قیام کرتے تھے۔ اسی طرح واپسی پر بھی یہاں ان کا پڑاؤ ہوتا۔ اس کی بڑی وجہ اس شہر کی اچھی آب و ہوا اور پانی کی فراوانی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کا حکم ملا تو آپ نے بھی مدینہ طیبہ کو اپنی قیام گاہ کا شرف بخشا۔ کیونکہ ایک تو اس کی آب و ہوا نہایت اچھی تھی۔ دوسرے یہاں کے بسنے والے دین اسلام میں داخل ہو کر حلقہ بگوشانِ ملت ہو چکے تھے اور ان کی استدعا تھی کہ آپ ان کے درمیان آ کر ان کو خدمت کا موقعہ دیں۔ تیسری وجہ جو سب سے اہم تھی وہ یہ کہ اسلام کو تمام دنیا میں پھیلنا تھا اور اس کے لئے ایسے مرکز کی ضرورت تھی۔ جہاں سے اطراف عالم میں پیغام آسانی سے پہنچ سکے۔ جہاں یہود و نصاریٰ کو بھی پیغام حق سنایا جا سکے۔ جہاں سے کفار کا مقابلہ بھی کیا جا سکے۔ مکہ معظمہ میں لڑائی لڑنا اس وقت کے مشرکین میں بھی جائز نہ تھا۔ اور اگر آنحضرت صلعم مکہ میں بیٹھ کر کفار کے خلاف صف آرا ہوتے تو یہ ایک ایسا حربہ ان کے ہاتھ آ جاتا۔ جسے وہ ہادیٔ حق کے خلاف استعمال کر سکتے تھے۔ اس لئے مدینہ کا انتخاب بہترین تھا۔

جب آنحضرت صلعم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہاں دو عرب قبیلے بنی اوس اور بنی خزرج آباد تھے اور دو یہودی قبیلے بنی قریظہ اور بنی نظیر بستے تھے عرب قبیلوں کے لوگ اکثر مسلمان ہو چکے تھے۔ اور جب ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں تشریف لا رہے ہیں تو وہ بڑی بے تابی سے آپ کا انتظار کرنے لگے۔ آپ جس اونٹنی پر سوار تھے۔ وہ موجودہ مدینہ طیبہ کے شہر سے دو میل دور قبا میں ٹھہری اور آنحضرت صلعم نے وہیں قیام فرمایا۔ اس جگہ آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہوئی۔

مسجد قبا

جس جگہ ناقہ نے قیام کیا۔ وہاں محراب اور چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس مسجد کے شرقی کونہ میں ایک اور محراب ہے جو محراب کشف کے نام سے مشہور ہے۔ مقام ناقہ سے مغرب کی طرف ایک اور محراب ہے۔ جس پر محل نزول الآیۃ القرآنیہ لکھا ہوا ہے۔ چوتھا محراب دیوار قبلہ کے عین وسط میں ہے۔ مدینہ طیبہ میں چونکہ یہ مسجد سب سے اول تعمیر ہوئی۔ اس لئے اس کا ذکر سب سے اول کرنا ضروری تھا۔

مسجد نبوی

آنحضرت صلعم ۲۲ ربیع الاول کو قبا سے مدینہ منورہ تشریف لائے ہر انصاری یہ خواہش رکھتا تھا کہ آپ اس کے گھر میں نزول فرمائیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ جہاں اونٹنی ٹھہرے گی وہیں آپ قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے ٹھہر گئی۔ آپ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مہمان ہوئے۔ اس مکان کے پاس ہی ایک ویران جگہ تھی۔ دو یتیم اس کے مالک تھے۔ جنہوں نے بصد خوشی یہ ٹکڑا آنحضرت صلعم کی خدمت میں مفت پیش کرنا چاہا۔ لیکن شہنشاہ دو عالم نے مفت لینے سے انکار کر دیا۔ اور زمین کی قیمت ادا کر کے مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ اس مسجد کی تعمیر میں خود خیر البشر صلعم اور انصار و مہاجر سب شامل تھے۔ مسجد کی دیواریں کچی تھیں۔ کھجور کی تنوں کے ستون تھے۔ کھجور کے پتوں اور شاخوں کا چھت اور فرش بھی کچا تھا۔ بارش میں بڑی تکلیف ہوتی۔ کیونکہ چھت کے ٹپکنے سے مسجد کا کچا فرش کیچڑ بن جاتا تھا۔ مسجد کے ساتھ ہی آنحضرتؐ کا حجرہ مطہرہ تھا اور شمال کی طرف ایک چھتا ہوا چبوترہ جو ان لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا جو بے گھر اور بے در تھے۔ یہ چبوترہ اب بھی ہے اور اصحاب صفہ کا چبوترہ کہلاتا ہے۔ یہاں اب بھی الماریوں میں قرآن مجید اور احادیث کے نسخے رکھے ہوئے ہیں تاکہ تلاوت کرنے والے ان کو استعمال کر سکیں۔

مسجد نبوی کی وسعت

بوقت تعمیر مسجد ۱۰۵ فٹ لمبی ۹۰ فٹ چوڑی اور دس فٹ بلند تھی۔ فتح خیبر کے بعد آنحضرت صلعم نے ۱۵۰ فٹ مربع کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کے طول میں ۹۰ فٹ اور عرض میں ۳۰ فٹ کا اضافہ کیا حضرت عثمان غنیؓ نے مسجد کی دیواریں اور ستون پتھر کے بنوائے۔ چھت لکڑی کی ڈالی اور طول و عرض میں بھی کچھ اضافہ کیا۔ حضرت ولیدؓ نے ۸۸ھ میں مسجد کو اور وسیع کر دیا۔ امہات المومنین کے حجرے خرید کر انہیں مسجد میں شامل کیا۔ سنگ مرمر کے ستون لگوائے اور چھت پر سونے کے نقش و نگار بنوائے۔ ۱۶۰ھ میں خلیفہ المہدی نے صحن کو اور وسیع کیا۔ مشرق اور مغرب میں خوبصورت برآمدے بنوائے اس کے بعد جب ۸۸۶ھ میں بجلی کے گرنے سے عمارت کو نقصان پہنچا تو اس کی تعمیر اور مرمت مصر کے تاجدار نے کی۔ سلطان عبدالمجید اور سلطان عبدالعزیز نے اس مسجد کو از سر نو تعمیر کر دیا۔ اس کی سقف گنبد دار بنوائی یہ چھت اور گنبد سب منقش ہیں۔ اور عمارت کو دیکھ کر زبان سے بے اختیار سبحان اللہ سبحان اللہ کے الفاظ نکلتے ہیں۔ روضہ مطہرہ یعنی مواجہ شریفہ کے سامنے جنوبی دیوار پر یہ آیت نہایت خوبصورت طریقہ پر لکھی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ جسے دیکھ کر خود بخود درود شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ موجودہ عمارت سرخ پتھر کی ہے مسجد کے اگلے حصہ اور روضہ ریاض جنت کی دیواریں اور ستون سنگ مرمر کے ہیں۔ جن پر سونے کا کام کیا ہوا ہے

مزید توسیع

اب سلطان ابن سعود نے لاکھوں پونڈ کے خرچ سے مسجد نبوی میں توسیع کی ہے۔ مشہور ممالک کے انجینئر کاریگر اور مائینڈ سے یہاں کام میں مصروف ہیں۔ پاکستانی انجینئروں اور کاریگروں نے بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے مسجد کا رقبہ توسیع سے پہلے ۱۲۳۶۳ مربع گز تھا۔ اس میں ۶۰۲۴ مربع گز اور رقبہ شامل کر کے مسجد کی وسعت تقریباً ۱۹۶۳۰ مربع گز کر دی گئی ہے۔ مسجد نبوی سے روضہ اطہر تک جانے کے لئے محراب دار راستہ بنایا گیا ہے۔ جس کی سجاوٹ نہایت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔

مسجد نبوی کے دروازے

مسجد نبوی کے پانچ دروازے ہیں۔ دو جانب مغرب جو باب السلام اور باب الرحمت کہلاتے ہیں دو جانب مشرق ایک باب النساء اور دوسرا باب جبریلؑ ہے جانب شمال کا دروازہ باب مجیدی کے نام سے مشہور ہے۔ چونکہ قبلہ وہاں سے بطرف جنوب ہے اس لیے کوئی دروازہ نہیں صرف ایک کھڑکی اور چھوٹا سا دروازہ ہے

روضہ ریاض جنت

آنحضرت صلعم کی ایک حدیث ہے کہ "میرے منبر اور میرے مکان کے درمیان مسجد کا جو حصہ ہے۔ وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے"۔ یہ حصہ روضہ ریاض جنت کہلاتا ہے۔ یہاں نمازیوں کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ وقت سے کافی پہلے آنے والے کو بھی جگہ بمشکل ملتی ہے

متبرک ستون

مسجد کے کچھ ستون اس کی تاریخی حیثیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

(۱) وہ ستون جن پر دس فٹ تک طلائی خطوط ہیں وہ عہد نبوی کی بلندی کو ظاہر کرتے ہیں۔

(۲) وہ ستون جن پر طلائی خطوط کے علاوہ سونے کے پھول بنے ہیں وہ مسجد کی حد ظاہر کرتے ہیں جو فتح خیبر سے پہلے تھے۔

(۳) حضرت ولید کے عہد کا اضافہ سادہ ستون ظاہر کرتے ہیں۔

(۴) روضۂ ریاض جنت کو ظاہر کرنے والے ستونوں پر سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ دو سونے کے نقوش بھی ہیں۔

یوں تو مسجد نبوی کے سب ستون مبارک ہیں۔ مگر ان میں آٹھ زیادہ مشہور ہیں:

(۱) ستونِ حنانہ۔ آنحضرتؐ اس کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔

(۲) ستونِ عائشہ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اگر میں اس کی فضیلت ظاہر کر دوں تو یہاں نماز پڑھنے کے لیے قرعے پڑنے لگیں۔

(۳) ستونِ ابی لبابہؓ۔ ابی لبابہؓ ایک صحابی تھے۔ ایک غلطی کی پاداش میں انھوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ دیا تھا۔

(۴) ستونِ سریر۔ یہاں آنحضرتؐ بحالتِ اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔

(۵) ستونِ علیؓ۔ یہاں حضرت علیؓ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۶) ستونِ وفود۔ یہاں آنحضرتؐ شریعت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

(۷) ستونِ مربعۃ البصیر۔ اسے مقام جبرائیل بھی کہتے ہیں۔

(۸) ستونِ تہجد۔ یہاں رسولِ خدا تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

محراب النبی

یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں نبی کریم صلعم امامت فرمایا کرتے تھے۔ یہ سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے اور حضور صلعم کے سجدہ کی جگہ کو محراب کی بنیاد کی چوڑائی میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اسی صورت کا ایک محراب اس منبر اور محراب سے جانب غرب سلطان ترکی سلیمان نے بنوایا تھا۔

منبر شریف

یہ منبر آنحضرت صلعم کے منبر کی جگہ پر رکھا ہوا ہے۔ اسے سلطان مراد نے بنوا کر پیش کیا تھا۔

مسجد نبوی کے مینار

مسجد کے پانچ مینار ہیں۔ مینارہ باب السلام، مینارہ رئیسہ جنوبی مینار کے دونوں کونوں میں ہیں۔ غربی دیوار میں باب الرحمت کے پاس۔ مینارہ باب الرحمۃ اور مینار مجیدیہ شرقی دیوار میں مینارہ سلیمانیہ۔

گنبدِ خضرا

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

یہ وہ متبرک مقام ہے جہاں سید الانبیاء، فخر دو عالم، خاتم النبیین آرام فرما رہے ہیں۔ یہ جگہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ ہے۔ جہاں آپ نے وفات پائی اور جہاں تا قیامت آپ آرام فرما رہیں گے۔ اس کی تعمیر بھی مسجد نبوی کے ساتھ ہی ہوئی تھی۔ گنبدِ خضرا میں آنحضرتؐ کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے مزار بھی ہیں۔ حضرت ولید کے عہدِ خلافت میں یہ حجرہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہا۔ لیکن انھوں نے اعلےٰ قسم کے پتھروں کا ایک مکان اس کے چاروں طرف تعمیر کروا دیا۔ اور اس میں کوئی دروازہ نہ رکھا۔ اس مکان کے گرد ایک چوکور احاطہ بنوایا گیا۔ جس میں محرابیں لگائی گئیں جن کے اوپر سبز گنبد تعمیر کروایا۔ مواجہ شریف کی طرف پیتل کی جالیاں ہیں اور باقی تین اطراف میں لوہے کی جالیاں لگی ہوئی۔ مواجہ شریف سے داخل ہونے کے لئے ایک کھڑکی بنی رکھی ہوئی ہے اور کچھ سوراخ ہیں۔ یہیں جالیدار عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔

مدینہ منورہ کی دوسری زیارتیں

جبلِ اُحد

یہ بھی مشہور پہاڑ ہے۔ یہاں جنگِ اُحد ہوئی تھی۔ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ جبلِ اُحد کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا۔ اُحد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے۔ یہاں سید الشہداء حضرت حمزہؓ کا مزار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت حمزہؓ کے علاوہ عبداللہ بن جحشؓ، مصعب بن عمیرؓ اور شماس بن عثمانؓ بھی یہیں مدفون ہیں۔ حضرت حمزہؓ کے مقبرہ کے قریب ہی شہدائے اُحد کے قبروں کے نشانات دو احاطوں کے اندر ہیں۔

مسجدِ قبلتین

یہ مسجد حضرت حمزہؓ کے مزار سے تقریباً ½ ۱ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب تبدیلیٔ قبلہ کی آیات نازل ہوئیں تو آپؐ نے مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لیا۔ بیت المقدس اس مسجد کے شمال کی طرف ہے اور مسجد حرام اس کے جنوب کی طرف۔ شمالی محراب یعنی بیت المقدس والی محراب اب بھی موجود ہے۔

مسجدِ شمس

مسجد قبا سے نصف میل کے فاصلہ پر جانب شرق کچھ بنیادیں باقی ہیں جو مسجد شمس کی ہیں۔ یہاں آنحضرتؐ زانوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر سر رکھے استراحت فرما تھے کہ نماز عصر قضا ہو گئی۔ آپؐ کو جب معلوم ہوا تو آپ کے حکم سے سورج پھر ظاہر ہو گیا۔ اور حضرت علیؓ نے نمازِ عصر ادا کی۔ اس سے واپسی پر راستے میں بائیں طرف ایک میدان آتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضورؐ نے جنگِ اُحد کے زخمیوں کو اس میدان کی خاک اپنے زخموں پر ڈالنے کا حکم دیا اور ان کے زخم اچھے ہو گئے تھے۔ یہاں کی مٹی کو خاکِ شفا کہتے ہیں اور حجاج اس کی ٹکیاں تبرک کے طور پر خرید لاتے ہیں۔

جنت البقیع

مدینہ طیبہ کے مشرق میں یہ وہ متبرک قبرستان ہے۔ جس میں اکثر صحابہ کرامؓ، امہات المومنینؓ، ازواج مطہرات آنحضرتؐ، آپ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں مدفون ہیں۔ اس میں بڑے بڑے صحابیوں اور اہل بیت کے مزارات پر قبے تھے۔ لیکن اب ان کا کوئی نشان نہیں۔ مشہور قبروں کے نشانات مٹی سے دوبارہ بنوا دیئے گئے ہیں۔ اس کی چاردیواری خستہ حالت میں ہے۔ عورتوں کو قبرستان کے احاطہ میں داخلہ کی اجازت نہیں ہے۔

یہاں شہدائے اُحد۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ۔ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ۔ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ حضرت نافعؒ۔ حضرت امام مالکؒ۔ حضرت عقیلؓ بن ابی طالبؓ۔ ازواج مطہرات۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن۔ آنحضرت صلعم کی صاحبزادیاںؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ آپ کی پھوپھیاںؓ۔ حضرت اسمٰعیل بن امام جعفر صادقؒ۔ والد محترم آنحضرت صلعم۔ حضرت مالک انصاری۔ بیرقیؓ۔ حضرت زکی الدینؒ۔ حضرت علی عریضی بن امام صادقؒ۔ حضرت حمزہؓ اور دیگر شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے مزارات پر سلام اور دعائیں پڑھیں۔

کمروں کا کرایہ

ہماری آمد کے دو روز بعد روزانہ حاجیوں کے قافلے مدینہ طیبہ میں آنے شروع ہو گئے اور اسی مکان کے بقیہ کمرے سو سو کی بجائے دو دو سو ریال میں اُٹھ گئے۔ مکہ معظمہ میں جس طرح معلم عمر اکبر کے گھر کی سی حالت تھی۔ ویسی ہی یہاں تھی۔ تعفن سے مغز پھٹا جا رہا تھا۔ مگر معلم حیدر اس کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے تھے۔ آخر خود ہی کسی کو کچھ دے دلا کر صفائی کرائی۔

صدقہ کے دُنبے

میری اہلیہ کو سفر کی کوفت اور پھر زیادہ وقت سخت گرمی میں حرم شریف کے اندر قیام کرنے پر بخار کی شکایت ہو گئی۔ میں اور عبدالحی بھی کچھ تندرست نہ تھے۔ تین دُنبے صدقہ کرنے کے لیے منگوانے چاہے۔ تو حیدر معلم نے سوا سو ریال علی الحساب لے لیا۔ لیکن دُنبے کئی تاکیدوں کے بعد بھی نہ آئے۔ بلکہ وہ کہنے لگے کہ میں یہ رقم ہی صدقہ میں دے دوں گا۔ آپ دُنبے منگوائیں آج کل قیمتیں بہت زیادہ ہیں۔ میرے اصرار پر آخر معلم سے تین دُنبے آ گئے۔ ان دُنبوں کے ساتھ کند چاقوؤں والے بدو بھی آ گئے۔ اور دُنبوں کو خود بخود ذبح کرنے کے لئے گھسیٹنے لگے۔ بڑی مشکل سے چھری اُن سے چھین کر تکبیر کہی اور دُنبے خود ذبح کئے۔ ابھی فارغ نہ ہوئے تھے کہ معلم کے ملازمین نے ان دُنبوں کو گھسیٹنا شروع کیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب معلم کے ایما سے ہو رہا ہے۔ معاندانہ ڈھب تھا۔ ایک دُنبہ تو وہ زبردستی اٹھا کر لے گئے۔ لیکن باقی دو کو ہم نے سختی سے روک کر سامنے ہی یتیم خانہ میں بھجوا دیا۔

پیسہ تیل کا اور پیسہ تیل والے کا

غلام حیدر صاحب معلم روزانہ دو ایک

بار اپنی اسامیوں کے معائنہ کے لئے تشریف لاتے اور جب زائرین ان کی خدمت میں اپنی تکالیف بیان کرتے تو یہ اس کان سے سن کر دوسرے سے اُڑا دیتے۔ کسی تکلیف کا ازالہ انہوں نے کبھی نہیں کیا جہاں تک ممکن ہوتا زائرین سے کچھ نہ کچھ ہتھیانے کی کوشش کرتے آخری دن جب ہم نے سو ریال مقررشدہ کرایہ اور پچاس ریال بطور نذرانہ پیش کئے تو بہت گرم ہوئے اور کہنے لگے کہ میں نے اس جیسے کمرے کا دو دو سو ریال کرایہ لیا ہے۔ آخر بہزار دقت ۲۲۵ ریال دے کر جان چھڑائی۔ اب چارپائیوں کا کرایہ اور ملازمین کے انعام اکرام کا معاملہ شروع ہوا۔ بنیوں کی طرح پیسہ تیل کا اور پیسہ تیل والے کا۔ غرضیکہ ہمیں خوب اُلّو بنا کر جیبیں ہلکی کی گئیں۔

بابو محمد سرور صاحب

بابو محمد سرور صاحب مہاجر پنجابی جو پہلے دونوں مرتبہ یہاں کے قیام میں میرے ساتھ رہے تھے۔ بوجہ علالت و پیری زائروں کی طرف توجہ نہ دے سکتے تھے۔ خدا کے فضل سے اب وہ ایک مکان کے بھی مالک ہیں جس میں مختلف زائرین کے قیام کا بندوبست ہوتا ہے۔ جب میں نے ان کو بلا کسی بدل کے نذرانہ پیش کیا تو بڑے تعجب سے قبول فرمایا۔

بابو غلام رسول صاحب

اس مرتبہ بابو غلام رسول صاحب مہاجر پنجابی نے ہماری بڑی امداد فرمائی۔ سودا سلف لانے کہیں ادھر اُدھر جانے اور وہاں کے حالات معلوم کرنے میں ان کی وجہ سے بڑا آرام رہا۔ بڑے درویش مزاج خدمتی اور صابر قسم کے انسان ہیں۔ خدا تعالیٰ انھیں دین و دنیا میں شاد کام رکھے۔

مراجعتِ وطن

بابو غلام رسول صاحب ہمارا سامان اٹھا کر ہوائی جہاز کے دفتر تک ہمارے ساتھ گئے۔ جب وہاں جا کر معلوم ہوا کہ شربت بادام کی بوتل مکان پر رہ گئی ہے تو یہ لینے کے لئے واپس لوٹے۔ مگر وہ معلم صاحب کے مکان پر پہنچ چکی تھی۔ بہرکیف یہ بھی لے کر ہی لوٹے۔ توبہ توبہ میں یہ کیا لکھ رہا ہوں ؎

ہاں حالیؔ گستاخ نہ بڑھ حدِ ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گِلا ہے
ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبشِ لب خارج از آہنگِ خطا ہے

یہاں بھی کافی تکلیف اور وقت کے بعد ہوائی نشستوں کا انتظام ہوا۔ ہوائی جہازوں کی آمد و رفت کے متعلق وقت کی کوئی قید نہیں رکھی گئی۔ گھنٹے یونہی گزر جاتے ہیں۔ ۹ اگست کو مدینہ منورہ سے مصر پہنچے کہ وہاں کچھ سامان پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے تین روز قرنطینہ میں رہنا پڑا۔ جس کے بعد بیروت ہوتے ہوئے بخیریت کراچی پہنچ گئے

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے گنہگار اور ہیچ میرز شخص کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ یورپ اور اسلامی ممالک کی سیر و سیاحت کے علاوہ تیسری بار زیارتِ حرمین سے مستفید فرمایا ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بقیہ شذرات

(صٓ۳ سے آگے)

ہے۔ کہ ہفت روزہ اخبارات اور ماہناموں کے لئے محکمہ ڈاک کیطرف سے ایک دن یا تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ جس میں وہ اپنے جرائد سپرد ڈاک کر سکتے ہیں۔ ابتداء میں "خدام الدین" جمعہ کے روز حوالہ ڈاک کیا جاتا تھا۔ چونکہ جمعہ کے روز ڈاکخانہ جات میں بھی آدھی چھٹی ہوتی ہے۔ اور بارہ یا ساڑھے بارہ بجے تک رسالہ کا تیار کر کے ڈاک خانہ میں پہنچانا مشکل تھا۔ اس لئے جمعہ کی بجائے ہفتہ کی اجازت حاصل کی گئی۔ جوں جوں "خدام الدین" کی اشاعت بڑھتی گئی۔ احباب کی طرف سے تقاضے بھی بڑھتے گئے کہ رسالہ انہیں جمعرات تک پہنچ جانا چاہئے۔ تاکہ وہ جمعرات کی مجالس ذکر میں حضرت قبلہ کی تقریر پڑھ کر سنا سکیں۔ ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اب بدھ وار کی اجازت لی گئی ہے گویا اب رسالہ بدھ کے دن حوالہ ڈاک کیا جاتا ہے۔

قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمائیں۔ اگر ان کو اس سلسلہ میں دفتر سے خط و کتابت کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ان کا گرامی نامہ منگل تک پہنچ جائے۔ ورنہ فوری تعمیل نہ ہو سکے گی۔ اور ان کو آئندہ شمارہ تک انتظار کرنا پڑے گا۔

رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع بھی منگل تک آنی چاہئے ورنہ دفتر

تعمیل ارشاد

سے قاصر رہے گا۔

(مینیجنگ ایڈیٹر)

آخر میں خود بھی دعا کرتا ہوں اور ناظرین سے بھی طالب دعا ہوں کہ اس منعم حقیقی نے جس طرح مجھے دنیا میں کامیاب و بامراد فرمایا ہے۔ آخرت میں بھی اپنے دامن عفو میں ہم سب کو جگہ عطا فرما کر حساب و کتاب کے بغیر بخش دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

عبد الحمید خان

بقیہ

نہایت سکون سے نماز پڑھنا

(صٓ۳ سے آگے)

ہماری نمازیں ہیں۔ کہ اگر ذرا چیونٹی یا کھی بھی کاٹ کھائے تو ہیں گھوڑے کی طرح دولتیاں مارنے لگتے ہیں۔ جب تک اس کو ہٹا نہ دیں چین نہیں آتا۔

ایک صاحب کا کوئی عضو خراب ہو گیا تھا۔ اور اس کو کاٹنے کی ضرورت تھی۔ لوگوں نے تجویز کیا۔ کہ جب یہ نماز کی نیت باندھیں۔ اس وقت کاٹنا چاہئے۔ چنانچہ نماز پڑھتے ہوئے عضو کو کاٹ دیا گیا۔ اللہ اللہ ان لوگوں کی کیسی نمازیں تھیں۔ بڑا رشک آتا ہے۔ خدا ہم کو بھی توفیق بخشے کہ ہم بھی اسی طرح دل لگا کر نماز پڑھا کریں۔ کہ سوائے خدا کے کسی چیز کا بھی خیال نہ آئے

ایک صاحب سے پوچھا گیا کہ تمہیں نماز میں دنیا کا بھی خیال آ جاتا ہے؟ فرمایا کہ نماز میں آتا ہے۔ اور نہ بغیر نماز کے کبھی دنیا بھی کوئی ایسی چیز ہے۔ جس کا نماز میں خیال آئے وہ نماز ہی کیا جس میں دنیا کا خیال آئے؟ اور نمازیں تو ایسی ہیں کہ بس دنیا ہی دنیا سے بھری ہو گی کوئی الا ماشاء اللہ لاکھوں میں ایک آدھ جس کا دل محض اللہ ہی اللہ سے روشن ہو۔

بچوں کا صفحہ

سانچ کو آنچ نہیں

(از سید مشتاق حسین بخاری صاحب)

عزیز بچو! ہمیشہ سچ بولا کرو۔ سچ بولنا مشکل نہیں فقط مضبوط ارادہ کی ضرورت ہے۔ اگر عادت پڑ جائے تو اس کے بعد جھوٹ بولنا دشوار ہو جاتا ہے۔ سچائی بہت سی برائیوں سے روکتی ہے۔ اور آدمی کا اخلاق اور کردار بلند کرتی ہے۔ ایک دفعہ بھی جھوٹ بولنے سے آدمی بہت سے گناہ کرتا ہے۔ اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے اسے کئی بار جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ اور جب جھوٹ کا پول کھل جائے تو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اسی طرح وہ ذلیل بھی ہو جاتا ہے۔ ہم تمہیں اپنے بزرگوں کی کہانیاں سناتے ہیں۔ کہ انہوں نے کس طرح سچ بول کر اللہ کے نام کو بلند اور اپنے نام کو زندہ کیا۔ اور ہمارے لئے کتنی نصیحت آموز سبق چھوڑ گئے۔

مدینہ منورہ میں عبداللہ ابن ابی سب سے بڑا منافق تھا۔ اس کے زبان سے اقرار کرنے کی وجہ سے مسلمان اس سے بھائیوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں ایک مہاجر اور ایک انصاری مسلمان میں معمولی سی تیز کلامی ہو گئی۔ اس منافق نے اس پر انصاری مسلمان کو ڈانٹا اور کہا کہ تم ہی لوگوں نے ان کو سر پر چڑھا رکھا ہے۔ مجھے مدینہ پہنچ لینے دو۔ وہاں جا کر سب سے معزز سب سے ذلیل کو نکال دے گا۔ اس کمبخت کی معزز سے مراد اپنی ذات تھی اور ذلیل سے مراد (نعوذ باللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔

حضرت زید بن ارقمؓ چھوٹے سے صحابی تھے۔ اور اس موقعہ پر موجود تھے۔ اُن سے اس مغرور کی شانِ رسولؐ میں یہ گستاخی برداشت نہ کی گئی۔ فوراً ٹوکا اور سچی بات کہی کہ خدا کی قسم تو ذلیل ہے اور ہمارے نبی اکرمؐ سب سے زیادہ معزز ہیں۔ وہ منافق یہ جرأت دیکھ کر حیران رہ گیا اور اپنی بات چھپانے کو بولا نہیں۔ نہیں میں تو ایسے ہی مذاق کر رہا تھا۔ ورنہ حضورؐ کو تو میں بھی معزز جانتا ہوں۔

حضرت زید بن ارقم نے یہ بات حضورؐ کو بتلا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی وہیں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ ارشاد ہو تو اس کا سر قلم کر دوں لیکن حضورؐ نے منع فرمایا اس واقعہ کے بعد وہ منافق حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھانے لگا۔ ان قسموں کی بنا پر حضورؐ نے اس کا عذر قبول فرما لیا۔ لیکن حضرت زیدؓ کو اس بات کا بہت صدمہ ہوا کہ وہ کم بخت تو سچا ہو گیا۔ زیدؓ نے ندامت سے باہر نکلنا تک چھوڑ دیا اس پر اللہ تعالےٰ نے سورۃ منافقون نازل فرمائی جس میں عبداللہ ابن ابی کا پول کھل گیا اور حضرت زیدؓ سرخرو ہو گئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں سچا ثابت کر دیا۔ اور منافق کو جھوٹا۔

عزیزو! دیکھا سچ بولنا کتنی اچھی بات اور جھوٹ بولنا کتنی بری بات ہے۔ سچ بولنے والوں کو اللہ تعالےٰ کسی نہ کسی طرح سچا ہی کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جھوٹ بھی کبھی چھپا نہیں رہتا۔

تم نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قصہ بھی پڑھا ہوگا۔ جس میں انہوں نے ڈاکوؤں کے سردار کے سامنے سچ بول کر نہ صرف اس ڈاکو کو صحیح معنوں میں مسلمان بنایا بلکہ آج بھی ان کی اس سچائی کے چرچے عام ہیں۔

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے سچائی کی بات کہنا بھی جہاد ہے کیونکہ ایک ظالم حاکم کے سامنے بھی حق کی بات کرنا دشوار ہوتا ہے لیکن جو صرف اللہ تعالےٰ ہی سے ڈرتے ہیں۔ جابر بادشاہ کے سامنے بھی حق بات کہنے سے نہیں ڈرتے۔

حجاج بن یوسف ایک ظالم حاکم تھا۔ اور ایک بہت بڑے بزرگ حضرت سعید ابن جبیرؒ کا حق گوئی کی وجہ سے دشمن بن گیا۔ اگرچہ اُن کو قتل کرنے سے پہلے اس ظالم نے طرح طرح کی کوششیں کیں کہ کسی طرح وہ اللہ تعالےٰ اسلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے راشدین کے متعلق اس کے ڈر کی وجہ سے غلط بات کہہ دیں لیکن حضرت سعیدؒ حق گوئی پہ تلے رہے اور موت کے خوف کی وجہ سے اپنے اللہ اور رسولؐ کو ناراض نہ کیا۔ حتےٰ کہ اس سفاک نے انھیں شہید کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیزو! اس قسم کے واقعات ایک دو نہیں بلکہ ہماری تاریخ ان سے بھری پڑی ہے۔ جن کو پڑھ کر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان کا شیوہ ہی نہیں کہ جھوٹ بولے خواہ اُسے کتنا ہی لالچ یا خوف کیوں نہ ہو۔

پیارے بچو! آؤ عہد کریں کہ آج سے ہم ہرگز جھوٹ نہیں بولیں گے ہر بات سچی کہیں گے۔ اس سے صرف اللہ میاں ہی راضی ہوں گے بلکہ دوسرے لوگ بھی عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

ایڈیٹر:-
عبدالمنان چوہان

ہفتہ وار خبریں

ہدیہ خدمت

سالانہ	گیارہ روپے
ششماہی	چھ روپے
فی پرچہ	۴ آنے

—— کراچی- ۲۶ر دسمبر- آج صبح حیدرآباد اسٹیشن کے قریب ایک مال گاڑی اور ایک خالی ٹرین میں ہولناک تصادم کے باعث دو انجن اور ۱۲ بوگیاں بالکل تباہ ہو گئیں سات افراد زخمی ہوئے- جن میں تین کو شدید ضربات آئیں-

—— کراچی- ۲۷ر دسمبر- کولیشن پارٹی نے طریق انتخاب کا مسئلہ ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا- ۹ر جنوری کو دستور یہ میں آئین کا مسودہ پیش ہونے کا قوی امکان ہے-

—— کراچی- ۲۸ر دسمبر- حکومت پاکستان نے کلیم فارم داخل کرنے کی میعاد ۳۱ر مارچ ۱۹۵۶ء تک بڑھا دی ہے- وزیر مہاجرین نے اعلان کیا ہے کہ اب مزید توسیع ممکن نہیں ہوگی- کلیم کمشنر مسٹر خورشید زمان نے اعلان کیا ہے کہ شہری مہاجرین کی مستقل آبادکاری کا کام جلد ختم کیا جائے گا-

—— کراچی- ۲۸ر دسمبر- وزیر خارجہ مسٹر حمید الحق چوہدری نے امریکہ اور برطانیہ سے کہا ہے کہ وہ کشمیر کے بارے میں سخت رویہ اختیار کریں- اور اس ضمن میں جو سمجھوتہ ہو چکا ہے اس کی پابندی کریں-

—— کراچی- اسلامی قوانین کی تدوین کے لئے ایک کمیشن قائم کرنے کی تجویز ہے- اس سلسلہ میں دستوریہ غور وخوض کر رہی ہے-

—— ایبٹ آباد- ۲۹ دسمبر- وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب نے سانحہ گجرات کی تفتیش کرنے والے سب انسپکٹروں کو معطل کرنے کا حکم دیدیا- یاد رہے کہ موصوف کے حالیہ دورہ گجرات کے بعد اعلان ہوا تھا کہ اب اس سانحہ کی دوبارہ تحقیقات ہوگی-

—— لاہور- ۲۹ر دسمبر- لاہور میں درآمدی پالیسی کا ردعمل یہ ہے کہ مشینری اور دوائیں وغیرہ کی درآمد کے سلسلہ میں فراخدلی کا مظاہرہ نہیں ہوا-

—— کراچی- ۳۰ر دسمبر- دستوریہ کی کولیشن پارٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ مملکت کو "اسلامی وفاقی جمہوریہ پاکستان" قرار دیا جائے گا- اردو اور بنگالی دونوں ملک کی سرکاری زبانیں ہوں گی- اسلامی تعلیمات میں ریسرچ کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے گا-

—— ڈھاکہ- ۳۰ر دسمبر- وزیر خارجہ مسٹر حمید الحق چوہدری نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا مطلب ملک کو طاقت ور بنانا ہے- انہوں نے امید ظاہر کی کہ ملک کا آئین بجٹ سیشن سے پہلے منظور ہو جائے گا-

—— قاہرہ- ۲۶ر دسمبر- حکومت مصر کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ مصر کے ۳۸ سالہ وزیر جنگ اور کمانڈر انچیف جنرل عبدالحکیم عامر کو مصر اور سعودی عرب کی مسلح فوجوں کا کمانڈر انچیف مقرر کیا گیا ہے-

—— خرطوم- ۲۷ر دسمبر- آئندہ اتوار کو سوڈان کی نئی مخلوط کابینہ کے حلف وفاداری اٹھا لینے کے بعد سوڈان آزاد ہو جائے گا-

—— واشنگٹن- ۲۷ر دسمبر- امریکہ میں کرسمس کے موقع پر ٹریفک کے حادثات میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۵۷۴ تک پہنچ گئی ہے-

—— امریکہ- ۲۸ر دسمبر- امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس نے ایک مضمون میں کہا ہے کہ روس آزاد ملکوں کے تنازعات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے- انہوں نے کشمیر اور افغانستان کے متعلق روسی لیڈروں کے بیانات کی مذمت کی ہے-

—— نیویارک- ۲۸ر دسمبر- امریکی عدالت عالیہ کے جج مسٹر ڈگلس نے دورۂ روس کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ روس میں مذہبی تنظیموں کی تمام املاک ضبط کر لی گئی ہیں-

—— ماسکو- ۲۹ر دسمبر- روسی وزیر اعظم مارشل بلگانن نے سپریم سوویٹ میں اپنے دورۂ ایشیاء کے متعلق رپورٹ پیش کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ سوویٹ یونین کشمیر کے بارے میں بھارت کے موقف کی پوری پوری حمایت کرتی ہے-

—— رباط- یکم جنوری- مراکش میں فرانس کی حفاظتی فوج نے کوہستان رف کے علاقے میں ۸ تا م سیکسوں

(پنجاب پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور واقع دروازہ شیرانوالہ سے شائع ہوا)